مناظرہ ہیرو قاضی

حضرت پیر سید قطب علی شاہ بخاری قادری پیر محلویؒ

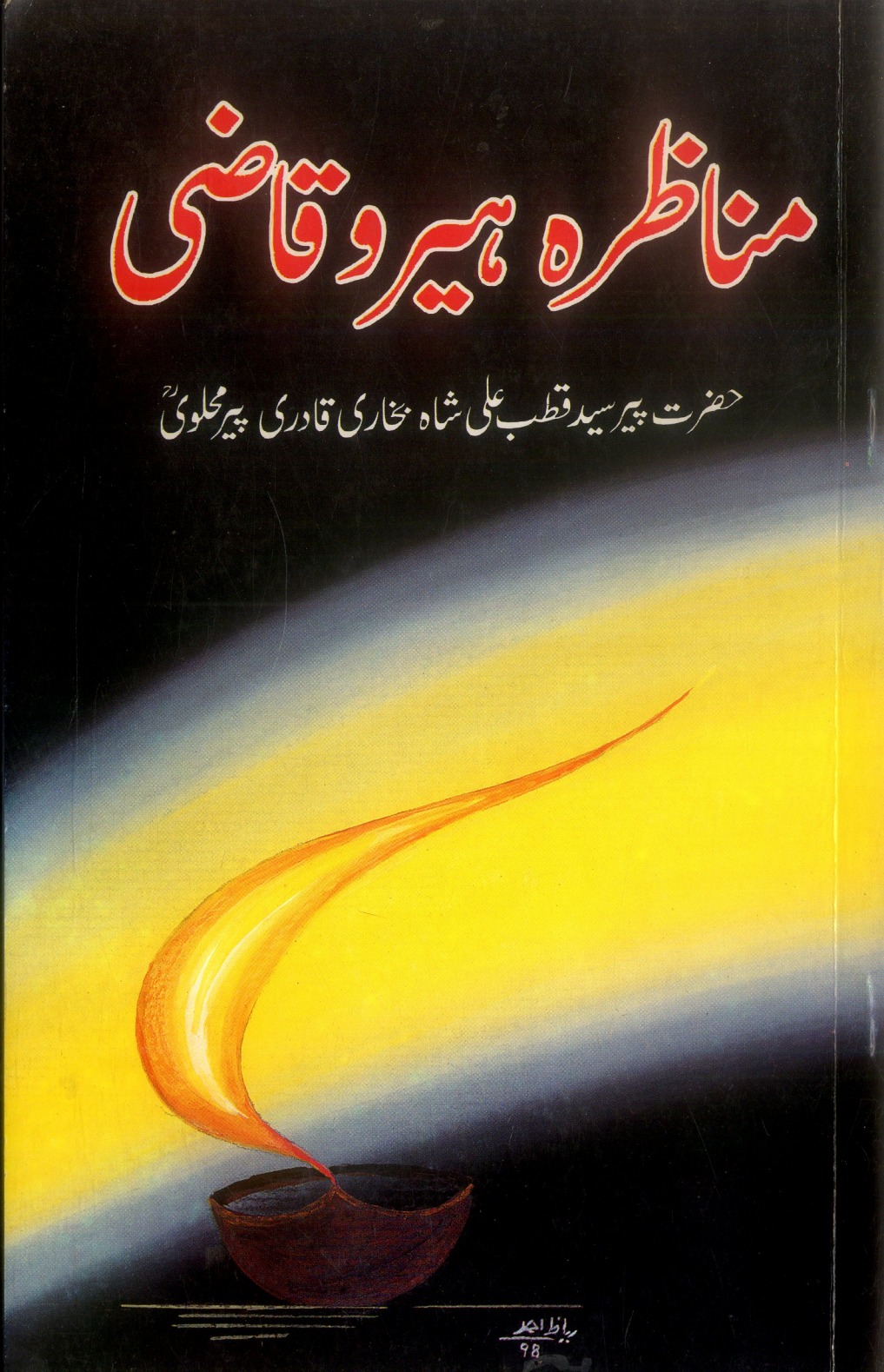

ریاظ احمد
98

مناظرہ ہیرو قاضی

تصنیف

حضرت پیر سیّد **قُطب عَلی شاہ** صاحب

بخاری قادری پیر محلویؒ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

جملہ حقوق بحق پیر سیّد اِسرار حسین شاہ
سجادہ نشین دربار قطبیہ محفوظ ہیں۔

ناشر ——— پیر سیّد اِسرار حسین شاہ
سجادہ نشین دربار قطبیہ سندیلیانوالی شریف ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

مطبع ——— شرکت پرنٹنگ پریس ۳۴ نسبت روڈ۔ لاہور

اشاعتِ اوّل (بشکلِ نو) ——— ستمبر ۱۹۹۸ء

تعداد ——— ۳۰۰۰ (تین ہزار)

کمپیوٹر کمپوزنگ ——— سلور لنک

قیمت -/۳۰ روپے

حضرت پیر سیّد قطب علیؒ شاہ بُخاری قادری پیر محلّوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ ناشر

حسبِ وعدہ میری طرف سے ایک اور کتاب جس کا نام
مناظرہ ہیرو قاضی جو کہ حضرت پیر سید
قطب علی شاہ بخاری پیر محلوی کی تصنیف ہے نئے جوش و جذبہ اور
گلہائے عقیدت کے ساتھ پیش کی جا رہی ہے۔

یہ تصنیف کئی بار چھپی۔ لیکن کسی موقع پر بھی اسکی تصحیح و
تشکیل کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی جا سکی۔ لیکن اس بار یہ
کوشش کی جا رہی ہے کہ اسے موضوع کے مطابق سہل اور جاذبِ نظر
بنایا جائے چنانچہ اسے جدید طریقہ کار یعنی کمپیوٹر کی مدد سے کمپوزنگ
کر کے اور خوبصورت سرورق کے ساتھ پیش کرنے کی جسارت کی جا رہی
ہے۔ جو اس کتاب کے متن کے ساتھ پورا انصاف اور پڑھنے والے کے لیے
پوری دلجمعی اور خشوع و خضوع کا باعث ہوگی۔

مجھے امید ہے کہ اس کتاب کی یہ تشکیلِ نو قارئین کے لیے زیادہ آسان
اور فائدہ مند ثابت ہوگی۔ کیونکہ اب اس کتاب کے موضوعات اور عنوانات
کو مزید وضاحت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس سے استفادہ حاصل
کرنے والے اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔ اس کتاب کے بعد
انشاء اللہ پیر صاحب کی دوسری تصانیف بھی اسی انداز سے پیش کی جائیں
گی جس کی تیاری کا کام پوری عقیدت و احترام کے ساتھ جاری و ساری ہے۔

خادم آستانہ عالیہ
سید امیر حسین شاہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست ترتیب نو

عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
شان مصطفیٰ	1	حکایت امام غزالی	29
نور اہلبیت	2	شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	31
حقیقت علم	3	شفاعت اولیاء	33
قصہ بلعم باعور	4	ضدی عورت	35
جو دم غافل سو دم کافر	6	یاد موت	36
فضائل نماز	7	قصہ شیخ صنعان	38
علماء و فقراء کی نماز میں فرق	8	غرور کا سر نیچا	40
مذہب عشق	10	نو بہشت اور پانچ کعبے	42
قصہ حضرت ابو ہشامہ	11	احترام آدمی	43
ایثار فی سبیل اللہ	13	ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	45
قصہ شیخ برسیسا	16	قصہ عفت مآب عورت کا	47
مرید پر پیر کا اور پیر پر مرید کا حق	19	ضدی شیطان	54
شرم و حیا	21	اندھے اور ہاتھی	55
عشق زلیخا	22	چاہ کن راہ چاہ در پیش	56
اجر صبر	25		
عاشق صادق	26		
پابندی شریعت	27		

شانِ مصطفیٰؐ (مسئلہ)

الف

الٰہی خالق رازق رزق دیوے دن راتیں — کُلَّ یَوْمٍ ھُوَ فِیْ شَاْنٍ دیندا روز براتیں
نبی محمدؐ ہر دا والی جس نوں لکھ صلواتیں — رکھ یقین چونہہ یاراں اتے ملیاں جنہاں سوغاتیں
حکم شرع دامن لے ہیرے جو بچیاں ہین باتیں — فتح محمدؐ سمجھ توں ہیرے بخت پیدا نی جھاتیں

قاضی نے کہا۔ سن بیوی ہیر! خداوند قدیر نے ہمارے پیغمبر علیہ السلام کا شان اس طرح بیان فرمایا ہے۔ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنی اے محمدؐ! اگر میں تجھ کو پیدا نہ کرتا تو کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔

پھر فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا اَظْھَرْتُ رُبُوْبِیَّۃَ یعنی اگر میں تجھ کو ظاہر نہ کرتا، تو اپنی خداوندی کو ظاہر نہ کرتا۔

اور بھی جناب رب العالمین نے ہمارے سید المرسلینؐ کو ظاہر چار فخر بخشے۔ جن ہر چہار سے تو بیزار پھرتی ہے۔

پہلا فخر کلمہ شریف ہے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جب تک کلمہ اللہ کے ساتھ بندہ نام محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا شامل نہ کرے تب تک اس کو مسلمان نہیں کہا جاتا۔

دوسرا فخر درود شریف ہے۔ حق تعالیٰ اپنے قرآن مجید میں بہت تاکید فرماتا ہے کہ میں اور میرے سب فرشتے محمدؐ پر درود بھیجتے ہیں، اے لوگو! تم بھی میرے حبیب محمد علیہ السلام پر درود بھیجو۔

تیسرا فخر یہ ہے کہ جب حضرتؐ شب معراج پر گئے۔ تو خداوند دانا تر حکیم نے فرمایا۔ کہ اے میرے حبیبؐ! جب تم دنیا پر جاؤ۔ تو میرے دو فرض فجر کی نماز ادا کرنا۔ حضرتؐ نے عرض کیا۔ کہ اے پروردگار! میں دو کی جگہ تیرے چار فرض ادا کروں گا۔ اس پر خداوند تعالیٰ نے بہت خوشنود ہو کر فرمایا۔ کہ بھلا ہر شخص پہلے تیرے لئے دو رکعت نماز سنت پڑھے گا۔ بعد ازاں دو فرض میرے ادا کرے گا۔

چوتھا حضرتؐ کو خدا نے نکاح کا بڑا فخر دیا ہے۔ دیکھ جن لوگوں پر نکاح سنت مصطفیٰؐ

روا ہو جاتا ہے' تو اس مرد عورت پر تمام ہمسایہ و قرابت وغیرہ خوش ہوتے ہیں' اور جس قدر آپس میں ان کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ ان پر ان کے والدین بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں۔ نہ ان کی کوئی غیرت نہ شکایت ہے۔ بلکہ خدا اور رسولؐ میں بھی وہ مقبول ہیں۔

ایک اور دوسرا شیطانی نکاح بھی ہوتا ہے۔ تمہاری طرح جو وہ تمام لوگوں اور اپنے والدین سے چھپتے اور رات دن جنگل بیابانوں میں ذلیل و خوار پھرتے ہیں۔ نہ ان پر خدا راضی نہ رسولؐ۔ آپ بھی خجل و خوار۔ ماں باپ بھی شرمسار

اے ہیر تو اس شیطانی نکاح کو چھوڑ۔ اور حضرتؐ کی شریعت سے منہ نہ موڑ۔ دیکھ حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ مَنْ تَرَکَ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ یعنی جس نے میری سنت کو ترک کیا۔ وہ میری امت میں شمار نہ ہو گا۔ آخدا سے ڈر۔ کھیڑا قبول کر۔ کیوں چاک رلاک کے پیچھے لگ کر اپنے تخت بخت کو چھوڑتی ہے۔

ہیر نے جواب دیا:۔

ب

بخت تاں نال رانجھے دے قاضی مت تیری کون لگے — شرع تاں اہل قرآن تھیں ہو یا عشق میثاقوں اگے
کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًا فَاَحْبَبْتُ دے اس رگے — عشقے باہمھوں پھرن دیوانے جیویں جنگل وچہ ڈھگے
شالا عشق نوا ہو ہرنوں جاں جاں ساہ بت تگے — فتح محمدؐ عشق تدوکانہ مس آہی نہ لگے

نور اہلبیتؑ (مسئلہ)

ہیر نے کہا سن میاں قاضی تم توکل والی شریعت کی باتیں کرتے ہو۔ اور میں اس عشق کی واقف ہوں۔ جس کو خداوند کریم نے سب سے پہلے اپنی ذات سے پیدا کیا۔ اور جس کی خاطر کل مخلوق خلقی جس کے راز و رموز تو سوائے عارفانؒ کوئی ملک و انسان بھی نہیں جان سکتا۔

جیسا کہ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام نے جناب خاتون قیامت صَلٰوۃُ اللہِ عَلَیْہَا کو کہا۔ کہ آپ مجھ کو چچا نہ کہیں۔ تایا فرمایا کرو۔ کیونکہ میں تمہارے باپ کی عمر سے بڑا

ہوں۔ یہ بات حضرت زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے باپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو کہی۔

آپؐ نے ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ جس وقت رب العالمین نے تم کو پیدا کیا تھا۔ تم نے اور کوئی چیز آپ سے پہلے پیدا ہوئی دیکھی تھی۔

جبرائیلؑ نے کہا۔ کہ یا حضرتؐ اور کوئی چیز اس وقت نظر نہ آئی تھی۔ مگر قطب تارہ کی جگہ ایک نور کا شعلہ ستّر ہزار سال کے پیچھے نظر آتا تھا۔ جس میں ایک بت تھا۔ اس کے سر پر تاج تھا۔ اور کانوں میں دو دُر تھے۔ اور گلے میں ہستی معلوم ہوتی تھی۔ اسی طرح میں اس کو ستّر ہزار برس دیکھتا رہا ہوں۔

حضرتؐ نے فرمایا۔ اے جبرائیلؑ جس وقت خدا تعالیٰ کو عشق ہوا۔ تو پہلے اپنے نور سے میرا نور جدا کیا۔ پھر جس سے کل مخلوق پیدا ہوئی۔ پس وہ نور میرا بُت تھا۔ جس کو ستّر ہزار برس پہلے دیکھا تھا۔ اور وہ سر کا تاج علی علیہ السلام تھے۔ اور وہ دُر یہ میرے فرزند امامین امام حسنؑ و حسینؑ تھے۔ اور گلے میں ہستی یہ میری بیٹی زہراؑ تھی۔ اے جبرائیلؑ تیری عمر سے تو یہ میرا اہل بیتؑ ہی بڑا ہے۔

اس وقت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ یا حضرتؐ! یہ راز مجھ کو معلوم نہ تھا۔ آپؐ کا اور خدا کی ذات کا ایک ہی راز ہے۔ پھر یہ بات نہ کہوں گا۔ کہ میں بڑا ہوں۔

حقیقتِ علم

اے قاضی! اس علم اور عشق کا نشان تو نہیں جان سکتا۔ اس کے راز دور دراز ہیں۔ تبھی تو حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ وَكَثَّرَهَا الْجَاهِلُوْنَ یعنی وہ علم ایک نقطہ ہے۔ اور کثرت کی گئی ہے واسطے جاہلوں کے پس وہ نقطہ عشق ہے جس کی تم کو خبر نہیں۔ تم صرف اس علم کثرت والے کے ماہر ہو۔ جس کے واسطے تو حضرتؐ نے فرمایا۔ اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْاَكْبَرِ یعنی علم خدا میں پردہ ہے بڑا۔

اے قاضی! تو اپنے اس حجاب اور کثرت والے علم کو چھوڑ۔ اور مجھ کو اس عشق کی راہ سے نہ موڑ۔ اور میں تم سے ایک شریعت کا مسئلہ پوچھتی ہوں۔ کہ دو شہر آپس میں قریب تھے۔ ایک شہر والوں کا آدمی دوسروں نے مار ڈالا۔ کیونکہ وہ ایک دوسرے کے

دشمن تھے۔ وہ خوف دشمنوں کے سبب سے جلد لاش اٹھا کر گورستان میں لائے۔ جب قبر تیار ہوئی۔ تو اس قبر سے ایک اور لاش کہنہ نکلی۔ اگر وہ دوسری قبر تیار کریں۔ تو دشمنوں کا خوف ہے۔ پھر دو لاشوں کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

قاضی نے کہا۔ بیوی ہیر! ایک قبر میں دو لاشوں کا دفن کرنا شریعت میں بالکل منع ہے۔

ہیر نے کہا۔ پھر تو کیوں ایک قبر میں دو لاشیں دفن کرتا ہے۔ جیسا کہ دو لاشیں ایک قبر میں دفن کرنی منع ہیں۔ اسی طرح ایک نکاح پر دوسرا نکاح کرنا کہاں روا ہے'

قاضی جی! میرا و میاں رانجھے کا تو روز الست کا نکاح ہو چکا ہے جس میں عشق ہمارا وکیل تھا۔ اور کراماً کاتبین دو گواہ تھے۔ جناب اس روز کا ہمارے ارواحوں نے قبول ایجاب کیا ہوا ہے۔ آخدا سے ڈر۔ اس دنیا کا طمع نہ کر۔ انصاف کی طرف آ۔ ایمان اپنا نہ گنوا۔

پھر قاضی نے یہ بیت پڑھا۔

ت

تقریراں تے تدبیراں ہیرے چھڈ دے قول زبانی حق شرع نوں جا تو ناہیں چاک کیتی مستانی
اَ فَمَنْ یَّمْشِیْ مُکِبًّا اوجھڑ پئی دیوانی اَفَمَنْ یَّمْشِیْ سَوِیًّا ایہی راہ رستانی
فتح محمدؐ راہ بھلا کے چھڈیائی راہ حقانی

قصہ بلعم باعور (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر ان مکر فریبوں اور شیطانی حرکتوں کو چھوڑ۔ حضرتؐ کی شریعت سے منہ نہ موڑ۔ ورنہ تیرا ایسا حال ہو گا۔ جیسا بلعم باعور کا ہوا تھا۔ چونکہ بلعم باعور قوم بنی اسرائیل سے ایک نہایت عابد و زاہد شخص خدا پرست تھا۔ جس نے پانچ سو برس خداوند کریم کی خالص عبادت کی تھی۔ تو خدا تعالیٰ نے شاد ہو کر دو مرتبہ فرمایا کہ اے بلعم باعور جو کچھ تو چاہتا ہے مجھ سے مانگ۔ بلعم باعور نے کہا۔ میں تیرا بندہ ہوں جس وقت مجھ کو ضرورت ہوئی۔ میں دعا مانگ لوں گا۔

بلعم باعور کی عورت قوم فرعون والوں کی رشتہ دار تھی۔ جس کے ساتھ بلعم باعور کا ازحد پیار تھا۔ اس وقت حضرت موسیٰؑ و فرعون کی باہم لڑائی تھی۔ فرعون کی قوم کے لوگوں نے بلعم باعور کی عورت کو مجبور کر کے کہا۔ کہ جس طرح ہو سکے۔ تو بلعم باعور سے حضرت موسیٰؑ کے حق میں بددعا کروا۔ کہ وہ چالیسؔ برس فرعون پر فتح نہ پائے۔ آخر لاچار اس عورت نے بلعم باعور سے حضرت موسیٰؑ کے حق میں بددعا کرائی۔ تو چالیسؔ برس حضرت موسیٰؑ نے فتح نہ پائی۔ پھر دوبارہ بددعا کرائی۔ تو پھر بھی چالیسؔ برس فتح نہ پائی۔ اس میں حضرت موسیٰؑ نے بہت تنگ ہو کر عرض کی۔ یا خداوند تعالیٰ میں ہمیشہ ہی تیرے حکم سے فرعون کے ساتھ جنگ کرتا ہوں۔ پھر کیا سبب ہے کہ اسّی سال گزر گئے ہیں۔ فتح نہیں ہوتی۔ حکم ہوا۔

کہ اے موسیٰؑ! میں کسی شخص کی عبادت بندگی کا حق ضائع نہیں کرتا۔ بلعم باعور نے پانچ سو برس میری بندگی کی ہے۔ اور اس کی عورت نے تیرے حق میں اس سے بددعا کرائی ہے۔ پس اسی سبب سے اتنی مدت فتح نہیں ہوئی۔ مگر اس میں وہ میرے دیدار اور تیری شفاعت سے رد ہو گیا ہے۔ اپنی تمام عبادت بندگی ضائع کر بیٹھا ہے۔ اب تو جنگ کر۔ تیری فتح ہے۔

اے ہیر! جیسا بلعم باعور اپنی عورت کا کہا مان کر اپنے دین ایمان کا نقصان کر بیٹھا۔ تو بھی کیوں اسی طرح چاک کے پیچھے لگ کر اپنے دین ایمان کا نقصان کرنا چاہتی ہے۔ اور شریعت کی طرف نہیں آتی۔

ہیر نے جواب دیا:۔

ث

ثابت قدم شرع دے اتّے پچھان کون ہٹاوے جو کوئی مکھ شرع توں موڑے دھکا ایمانوں کھاوے
وَالْکُفْرُ بِالْاِنْکَارِ شرع توں کون بھج جاوے پر شرع دی تابع عشق دے قاضی جیکر رب فرماوے
عاشق ہوسیں تاں شرع سکھ سیں عشقوں شرع ہتھ آوے فتح محمدؐ ترک عشقیدے اوہ بھی کفر اندر کھڑاوے

جو دم غافل سو دم کافر (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی وہ کون مسلمان ہے۔ جس کا شریعت پر ایمان نہیں ہے مگر خاص شریعت بھی یہی عشق ہے۔ کیونکہ بغیر عشق تو نہ کچھ شریعت کا شان' نہ دین نہ ایمان ہے۔ اس واسطے عشق کی ہر سے زیادہ تاکید ہے۔ اگر شریعت کا کوئی فرض قضا ہو جائے تو پھر قضائی دے سکتے ہیں۔ مگر عشق میں خطا کی اتنی سزا ہے' کہ اگر عاشق اپنے یار کے ذکر و فکر سے ایک لحظہ بھی غافل ہو جائے تو وہ اس طرح کافر کہا جاتا ہے۔

کہ جیسا حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمتہ بڑے کامل بزرگ تھے۔ ایک دن دو درویش کسی ملک سے اس سے بیعت کے واسطے روانہ ہوئے۔ راستہ میں دو بلیاں لڑ رہی تھیں۔ ایک بلی بولی۔ آج بایزیدؒ کافر ہو گیا ہے' دوسری بولی۔ کافر تو نہیں ہوا' مر گیا ہے۔ وہ فقیر یہ بات سن کر حیران ہو کر ٹھہر گئے۔

ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ اگر وہ کافر ہو گیا یا مر گیا ہے۔ تو پھر ہمارا جانا بے سود ہے۔ ایک درویش نے کہا۔ اتنا سفر کر کے آئے ہیں۔ بلیوں کا کہنا مان کر واپس نہ جایئے۔ آخر روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے۔ تو بایزیدؒ نہ مرے نہ کافر ہوئے' وہ درویش ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ تو بایزیدؒ نے کہا۔ بھائی بلیوں نے سچ کہا ہے۔ کہ بہت عرصہ کے بعد اس وقت میں غفلت کی نیند میں سو گیا تھا۔ جس میں عشق یار کی تار ٹوٹ گئی۔ تمام فرشتوں میں شور ہوا۔ کہ بایزیدؒ کافر ہو گیا اور مر گیا ہے۔ بلیوں نے بھی وہی آواز سن کر کہا ہے۔

کہ جیسا حضرتؐ نے فرمایا ہے اَلْغَافِلُ کَالْکَافِرِ یعنی جو دم غافل ہے۔ وہ کافر ہے۔ پھر فرمایا اَلْغَافِلُ مَوْتٌ وَّلَیْسَ حَیَاتٌ یعنی غافل مانند مردہ کی ہے۔ اور نہیں ہے حیاتی واسطے اس کے۔

ہیر نے کہا۔ دیکھ میاں قاضی جو عاشق اپنے معشوق کے عشق سے غافل ہو جاتا ہے۔ وہ اس طرح کافر ہو جاتا ہے۔ پھر میں کیوں اپنے یار کا عشق چھوڑ کر کفر اختیار کروں۔

قاضی نے جواب دیا:۔

ج

جناں دیواں وانگوں ہیرے کرنی ایں مکر کڑاویں دین مذہب تیرا کوئی نہ ہیرے کیونکر رب نوں بھاویں
وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ بھلایو مسلمان سداویں فتح محمدؐ ترک نمازوں کیویں بہشتیں جاویں

فضائلِ نماز (مسئلہ)

قاضی نے کہا! اے ہیر نہ کوئی تیرا دین ہے نہ مذہب۔ جب تو خدا کی نماز سے بھی غافل ہے تو پھر تم کو یہ عشق کی باتیں اور منزلیں کہاں سے حاصل ہوئیں۔ ہیر نے کہا۔ میاں قاضی نماز کا کچھ درجہ ہے۔ قاضی نے کہا۔ اگر تم کو نماز کا درجہ بھی معلوم نہیں۔ تو پھر معرفت کا کیا دعوی کرتی ہے۔ ہیر نے کہا۔ بھلا کچھ سنا تو سہی۔

قاضی نے کہا۔ جو شخص نماز فجر کی ایک رکعت ادا کرے۔ اس کو اللہ کا دیدار ہو گا۔ اور جو دوسری رکعت پڑھے۔ اس کو پیغمبرؐ کی شفاعت ہو گی۔ اور جو نماز ظہر کی چار رکعت اور چار عصر کی ادا کرے۔ تو اس شخص کے واسطے آٹھ دروازے بہشت کے کھُل جاتے ہیں اور جو نماز مغرب کی تین رکعت و چار رکعت عشا کی پڑھتا ہے تو اس پر سات دروازے دوزخ کے بند ہو جاتے ہیں۔

ہیر نے کہا! اس سے کچھ اور بھی زیادہ درجے نماز کے ہیں۔ یا کہ بس!

قاضی نے کہا! اے ہیر اگر تیرے نزدیک یہ درجے نماز کے کچھ نہیں تو اور سن کہ ایک روز اسماعیل نامی فرشتہ عرش معلّٰی کے زینے پر بیٹھا تھا کہ بارش شروع ہوئی۔ ایک بوند جو ہاتھ زمین سے اونچی تھی۔ فرشتہ نے اس کے پکڑنے کو پرواز کی۔ ابھی زمین تک نہ پہنچی تھی کہ فرشتہ نے پکڑ لی۔ اس وقت فرشتہ نے خیال کیا کہ خداوند کریم نے مجھ کو اتنی طاقت بخشی ہے۔ اگر ہو سکے تو میں اس کے بہشتوں کا سیر تو کروں۔ جناب باری میں عرض کیا۔ حکم ہوا۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو کرو۔ فرشتہ اس میں پانچ سو برس اڑتا رہا۔ آخر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو عرض کی۔ کہ بار خدایا میں نے کس قدر تیرے بہشت کا سیر کیا ہے۔ حکم ہوا۔ اتنا بہشت اس مسلمان اہل ایمان کو ملے گا۔ جو فجر کی نماز ادا کرے

گا۔

پھر فرشتہ دوسری دفعہ اڑا۔ پھر بھی پانچ سو برس اڑتا رہا۔ آخر بیہوش ہو کر گر پڑا۔ بعد ہوش کے پھر عرض کی۔ تو حکم ہوا۔ جو بندہ نماز ظہر کی ادا کرے گا۔ اتنا بہشت تو اس کو ملے گا۔

پھر وہ تیسری دفعہ بھی جب پانچ سو برس اڑ کر گر پڑا۔ تو یہ ارشاد ہوا۔ اتنا بہشت تو اس کو ملے گا جو عصر کی نماز ادا کرے گا۔ الغرض پندرہ سو برس وہ فرشتہ بہشت میں اڑتا رہا۔ آخر تین نمازوں کے درجہ کو پہنچا' اے ہیر دیکھ اتنے درجے تو نماز کے ہیں۔

ہیر نے کہا۔ بیشک اس قدر درجے نماز کے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ مگر تو اس اپنی نماز پر فخر نہ کر۔ کیونکہ جو نماز محبت کے سوا ہے وہ محض طمع دنیا و ریا ہے۔ اس واسطے بوعلی قلندرؒ فرماتے ہیں ؎

چوں شوی استادہ از بہر نماز　　دل بود در گاؤ خرائے حیلہ ساز

اور بھی حضرتؒ نے فرمایا ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ یعنی اس کی نماز نہیں ہوتی۔ جس کا دل خدا کے حاضر نہ ہو۔ پس عشق و محبت کے سوا تو کُل عبادت وغیرہ بھی ناروا بلکہ خطا ہے۔ دیکھ میاں قاضی یہ درجے تو ان عاشقوں کی نماز کے ہیں کہ جن کے دل ہر وقت محبت یار میں نثار ہیں۔

پھر ہیر نے یہ بیت پڑھا:۔

ح

حیران کیتی دل رانجھے اسدے باجھ نہ جیواں　　لوں لوں عشق ماہی دے سلیاں ولول دیندا سیواں
فاتحہ خیر آکھیں حق میرے میں رانجھے دی ہیر سدیواں　　نماز ہے شوق ماہی دا قاضی بھر جام و صالوں پیواں
لَا مَذْھَبَ اَیُّ شَیْءٍ کیہڑے مذہب سدیواں　　فتح محمدؐ ملے جے رانجھا تاں مکے دی حاجن تھیواں

علماء و فقراء کی نماز میں فرق (مسئلہ)

ہیر نے کہا میاں قاضی علماء اور فقراء کی نماز کا بھی اتنا فرق ہے کہ شیخ جلال الدین

تبریزی علیہ الرحمتہ اور قاضی کمال الدین جعفری کی آپس میں بہت محبت تھی وہ ایک دوسرے کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔ ایک دن جلال الدینؒ قاضی کے مکان پر آئے۔ قاضی کو پوچھا۔ تو لوگوں نے کہا۔ کہ قاضی صاحب نماز پڑھ رہے ہیں۔ شیخ نے کہا۔ قاضی نماز پڑھنا جانتا ہے۔ قاضی یہ سن کر حیران ہوا جب ملے تو کہا۔ کہ دوست ہو کر آپ نے لوگوں میں یہ کلمہ کیوں کہا۔ شیخ نے فرمایا۔ اس واسطے کہا ہے کہ نماز علماء اور ہے اور نماز فقرا اور ہے۔ قاضی نے کہا۔ کس طرح۔ فرمایا۔ اگر علماء بہت کوشش کریں تو منہ اپنا کعبہ کی طرف کرتے ہیں اور فقرا جب تک کعبہ کو دیکھ نہیں لیتے۔ تکبیر تحریمہ نہیں کہتے۔ قاضی نے دل میں خیال کیا۔ کہ شیخ نے یہ اپنی کرامت بیان کی ہے کہ میں ایسا ہوں۔ کہ کعبہ کو دیکھ کر نماز پڑھتا ہوں۔ مگر دونوں کی آپس میں محبت تھی۔ اس واسطے ہنس کر چپ ہو گئے۔

دوسری رات قاضی نے خواب میں دیکھا کہ شیخ جلال الدین عرش پر مصلیٰ بچھائے نماز پڑھ رہے ہیں۔ صبح کو کہیں دعوت تھی شیخ اور قاضی بھی دونوں وہاں آئے اور مل کر ایک جگہ بیٹھے۔ ذکر علماء و فقرا کا ہوا۔ شیخ نے فرمایا کہ آخر قصدو ہمت علما کی یہ ہے کہ مدرس بنے یا مفتی ہوئے یا بہت بڑھے تو قاضی ہوئے۔ اس سے زیادہ ان کی ہمت نہیں ہوتی اور فقرا کے بہت مراتب ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے۔ جو آج کی رات قاضی نے خواب میں دیکھا ہے۔ قاضی یہ سن کر اٹھے۔ اور شیخ کے قدموں پر گر پڑے اور معافی چاہی۔

ہیر نے کہا۔ سن میاں قاضی یہ تو فقرا کی نماز ہے۔ جس کو اہل دین معراج المومنین بھی کہتے ہیں۔ اور عاشقوں کی نماز کا تو وہ راز ہے کہ ان کا سارا وجود ہی نماز ہو جاتا ہے۔ وہ ہمیشہ اس نیاز کی نماز سے لیل و نہار اپنے یار کا دیدار پاتے ہیں۔ اگرچہ ان کا ظاہری حال مجذوب بھی ہو۔ تب بھی وہ اپنے محبوب کی محبت میں اس طرح مرغوب ہوتے ہیں جیسا کہ ایک مجذوب کو کسی عالم نے پکڑ لیا۔ اور کہا۔ تو غیر شرع ہے اٹھ نماز پڑھ۔ مجذوب نے کہا۔ بھائی مجھ کو اتنی تکلیف نہ دو۔ آخر عالم نے مجبور کر کے وضو کرایا۔ اور کانوں پر ہاتھ رکھوا کر کہا۔ کہہ اللہ اکبر! جب مجذوب نے اللہ اکبر کہا۔ تو وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کے رونگٹوں سے خون و ذکر الٰہی تین دن تک جاری رہا۔ اس کا یہ حال دیکھ کر تمام عالم

افسوس کرنے لگے۔ اور کہنے لگے کہ اگر ہم اس کا یہ مرتبہ جانتے تو کیوں اتنی تکلیف دیتے۔

میاں قاضی عاشقوں کی یہ نماز جن کا راز دور دراز ہے۔ جیسا کہ کسی نے کہا ہے۔

نماز زاہداں سجدہ بجود است　　نماز عاشقاں کلّی وجود است

مذہبِ عشق

دوسرا جو تو نے کہا ہے۔ کہ نہ تیرا کوئی دین نہ مذہب ہے میاں قاضی عاشقوں کا مذہب تو یہی عشق ہے۔ پھر ان کو کسی اور مذہب سے کیا غرض مذہب تو ایک شریعت کا قید خانہ ہے۔ پس عاشق اس میں دیوانہ بن کر گزر جاتے ہیں۔ تب واصل خدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے خدا کے عزیز' مذہب کو کوئی چیز نہیں جانتے۔ چنانچہ ایک روز کسی شخص نے نظام الدین علیہ الرحمتہ سے پوچھا۔ کہ حضرت میں کون سے مذہب پر اعتقاد کروں۔ آپ نے فرمایا۔ لَا مَذْهَبَ اَیٌّ شَیْئٌ

یعنی مذہب کوئی شے نہیں ہے۔ اس روز وہ شخص چلا گیا۔ پھر دوسرے روز آیا۔ تو پوچھا۔ تو وہی کلمہ فرمایا۔ لَا مَذْهَبَ اَیٌّ شَیْئٌ جب وہ تیسرے روز آیا۔ تو پوچھا۔ فرمایا۔ امام اعظمؒ صاحب کا مذہب اچھا ہے۔ اس شخص نے عرض کیا۔ کہ دو مرتبہ تو آپ نے فرمایا ہے لَا مَذْهَبَ اَیٌّ شَیْئٌ اب کہتے ہو کہ امام اعظمؒ صاحب کا مذہب اچھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے شخص اس وقت مجھ پر عشق الٰہی اس طرح غالب تھا کہ ایک وحدت کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اب میں شریعت پر ہوں۔ جو مسئلہ پوچھنا چاہتا ہے۔ پوچھ لے۔

میاں قاضی جب عاشقوں نے مذہبی قیدوں کو چھوڑا۔ تب قرب یار کا پایا۔ عاشق کہتے ہیں کہ بندہ کو تین قیدوں نے خدا سے جدا کیا ہوا ہے۔ ایک قید دنیا کی سخت تر ہے۔ جو مال اولاد وغیرہ ہے جو اس کی محبت میں آ گیا۔ وہ گمراہ ہو گیا۔ دوسری قید مذہب کی ہے جو ان جھگڑوں میں پھنس گیا۔ وہ بھی خدا سے جدا ہو گیا۔ تیسری قید دوزخ و بہشت کی ہے۔ اگر بندہ خدا کی عبادت و بندگی واسطے ڈر دوزخ اور طمع بہشت کے کرے۔ تو اس میں بھی اپنی نفسی خواہش پائی گئی۔ خدا کی محبت نہ رہی۔ اسی واسطے جناب علی کرم اللہ وجہہ' نے فرمایا

ہے کہ قسم ہے مجھ کو پروردگار اپنے کی، نہیں عبادت کی میں نے دوزخ کے ڈر سے اور نہ واسطے طمع بہشت کے۔ مگر کی ہے واسطے پانے اپنے اللہ کے۔

میاں قاضی اگر عاشق تمام خواہش ماسوا اللہ چھوڑتے اور دو جہاں سے منہ موڑتے ہیں۔ تب یار کا قرب پاتے ہیں۔ پھر کیوں تو مجھ کو اس محبت سے روکتا اور قید دنیا میں پھنساتا ہے۔

قاضی نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا۔

خ

خواری تے بدکاری ہیرے پھر نئیں جھل چریندی　　تہمت تے بدنامیاں ہیرے خلقت تینوں دیندی
ماں پیو خویش قبیلہ سارا عالم وچہ لجیندی　　نال عدالت شرع مریساں خلق تماشہ ویندی
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى پڑھ کے نیں نفس ہٹیندی　　فتح محمدؐ پچھ ہیرے توں کیوں ہتھیں بخت دھکیندی

قصہ حضرت ابو ہشامہؓ (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے بیوی ہیر اس طرح جٹ رلاک کے پیچھے لگ کر آپ کو ہلاک نہ کر، اور ماں باپ کو بھی خجل خوار شرمسار نہ کر۔ آخدا سے ڈر۔ کھیڑا قبول کر۔ ان شیطانی حرکتوں کو چھوڑ۔ شریعت سے منہ نہ موڑ۔ نہیں تو شیطان بدکار تجھ کو ایسا خوار کرے گا۔ جیسا حضرت ابو ہشامہؓ کو کیا۔

ابو ہشامہؓ حضرت عمرؓ ابن خطاب کے بیٹے تھے۔ نوجوان خوبصورت متقی اور پرہیزگار ہمہ صفت موصوف اور قرآن کی قرات کے بھی ایسے قاری تھے۔ کہ اکثر اصحابؓ اس سے قرآن سنتے تھے ایک دفعہ وہ بہت مدت سخت بیمار رہے۔ جب شفایاب ہوئے۔ تو سب اصحابؓ اس سے قرآن سننے کے شائق ہوئے۔ آپ نے خانہ بیت اللہ میں جا کر وعظ شروع کیا۔ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اثر اس قدر ہوا۔ کہ تمام آدمیوں میں گریہ و زاری کا آواز جاری ہوا۔ بہت عرصہ تک وعظ ہوتا رہا۔ جب فارغ ہو کر واپس ہوئے، تو ابو ہشامہؓ کو راستے میں ایک یہودی حکیم ملا۔ اس نے کہا کہ اس تکلیف کے سبب تم کو پھر بیماری ہو

گئی ہے اگر تم اس کا اب علاج نہ کرو گے۔ تو تم سخت بیمار لاچار ہو جاؤ گے۔

ابو ہشامہؓ نے کہا۔ کہ اب اس کا کیا علاج کیا جائے۔ حکیم نے کہا۔ میرے ساتھ چلو۔ آخر، ابو ہشامہؓ صاحب کو حکیم اپنے مکان پر لے گیا۔ اور شراب میں کچھ اور ملا کر کہا۔ کہ اس کو پی لو۔ کوئی فکر نہ کرو۔ نہ اب یہ شراب ہے نہ اس میں کوئی نشہ ہے۔ جب اس نے پی لیا۔ تو نشہ اس قدر غالب آیا کہ کچھ ہوش نہ رہا۔ اس وقت حکیم نے ابو ہشامہؓ کو مکان سے باہر کر دیا۔ تب شیطان نے حاضر ہو کر کہا۔ کہ اس حالت میں تیرا گھر جانا اچھا نہیں ہے۔ شیطان اس کو اپنے ہمراہ ایک باغ میں لے گیا۔ جہاں ایک خوبصورت عورت رہتی تھی۔ جب انہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تو دونوں میں شیطان نے حرکت پا کر اپنی غرض پوری کی۔

جب نشہ دور ہوا۔ تو اس وقت ابو ہشامہؓ صاحب پشیمان ہو کر بہت روئے اور تائب ہوئے۔ آخر کار اس عورت کو حمل ہو گیا۔ بعد نو ماہ کے لڑکا پیدا ہوا۔ تو عورت نے اپنی برادری کے خوف سے لڑکا اٹھا کر حضرت عمرؓ کے پاس رکھ دیا۔ جبکہ حضرت عمرؓ مسجد میں وعظ فرما رہے تھے تب عورت نے کہا۔ یا امیرالمومنین! یہ لڑکا نطفہ آپ کے فرزند کا ہے۔ فرمایا! یہ نطفہ حلال ہے یا حرام؟ عورت نے کہا۔ حرام ہے۔

آپ اسی وقت اٹھ کر گھر گئے۔ ابو ہشامہؓ کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹے اجل تیری آ گئی ہے۔ اب چل۔ بہشت کا کھانا کھا۔ تو سب گھر میں گریہ و زاری کا آواز جاری ہو گیا۔ آخر آپ ابو ہشامہؓ صاحب کے بال پکڑ کر مسجد میں لائے۔ ابو ہشامہؓ نے سارا صحیح حال بتا دیا۔ حضرت عمرؓ نے موافق شرع درّے مارنے کا حکم دیا۔ تو تمام صحابہؓ نے رو کر عرض کیا۔ کہ یا امیرؓالمومنین اس کا لاغر بدن اور نازک وجود ہے۔ برائے خدا ہم کو اس کے بدلے میں سزا دی جائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ معاذ اللہ! میں ظالم تو نہیں ہوں۔ کہ خطا اور کی ہو اور سزا اور کو دوں؟ یہ عدل ہے۔ جس کا گناہ ہے اسی کو سزا ہے۔ تو مسجد میں شور و غل کا آواز دور دراز ہوا۔ القصہ درے لگنے سے ابو ہشامہؓ جاں بحق تسلیم ہوئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دیکھ بیوی ہیر! شیطان تو ایسے کاملوں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ پھر کیوں تو ایسے دشمن

سے نہیں ڈرتی۔ اور حق شرع پر عمل نہیں کرتی۔

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی! تقدیر تو کاملوں سے بھی نہیں ٹلتی۔ مگر اس میں خدا کے دو راز تھے۔ ایک تو دیکھ کہ اپنے بندے ایماندار کے ایمان کا پروردگار کیسا نگہبان ہے۔ اگرچہ شیطان نے ابو ہشامہؓ کی جان کا نقصان کرایا۔ لیکن اس کے ایمان میں کوئی زوال نہ آیا۔

دوسرا حضرت عمرؓ کی فضیلت کو ظاہر کیا۔ وہ ایسے عادل تھے۔ اور خدا کی محبت بھی ایسی غالب تھی کہ جس کے سامنے اپنے فرزند کی محبت بھی کچھ معلوم نہ ہوئی۔ تجھ پر تو اپنے نفس کی محبت غالب ہے۔ جو حق کی طرف سے منہ موڑتا ہے اور کھیڑو نکی رشوت کا طمع نہیں چھوڑتا۔ حالانکہ میں شرع میں عاقلہ و بالغہ فعل مختار ہوں۔ پھر کیوں شریعت کے مخالف ہو کر اپنا ایمان گنواتا ہے۔ اور کیوں مجھ کو اپنے حق سے ہٹاتا اور ناحق کھیڑا دکھاتا ہے۔ ہیر نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

و

دلیل رانجھے توں پھیراں تاں کون کرے دلجوئی — راز جنہاں نوں ہتھ نہ آوے طعنے دیندے سوئی
عمر خطابؓ شرع دا عادل جنہ فرزند کٹھوئی — لَا یُغَیِّرُ حُکْمُ اللّٰہِ تقدیر قول نہ صحیح کتوئی
لکھیا نہ تقدیر دا بدلے سخن نہ بول جتوئی — فتح محمدؐ بخت ہمیشہ جے رانجھے توں سر خرو ہوئی

ایثار فی سبیل اللہ (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی خدا کے بندے تو دنیا کو ناچیز و خدا کو عزیز جانتے ہیں۔ بلکہ سب چیز دل عزیز راہ خدا پر فدا کرتے ہیں۔ تاکہ اپنی جان تک اس طرح قربان ہو کر قرب الٰہی پاتے ہیں۔

جیسا کہ ایک شخص شادی کر کے بمعہ برات یعنی جنج اور دلہن کے آ رہا تھا۔ راستہ میں ایک جگہ قیام کیا۔ تو ایک فقیر نے آ کر سوال کیا کہ کوئی خدا کا بندہ ایسا بھی ہے، جو فی سبیل اللہ مجھے ایک روٹی بھی اور اپنی عورت بھی دیوے۔ ہر ایک نے کہا کہ یہ فقیر کوئی دیوانہ ہے۔ کیونکہ آج تک کسی فقیر نے کوئی عورت نہیں مانگی۔ جب یہ صدا اس مرد دولہا

نے سنی۔ تو اپنی عورت کو جا کر کہا اے بیوی میں نے ابھی تک تیرے ساتھ کلام نہیں کیا۔ مگر تیرے والدین نے ازروئے شریعت تجھ کو میرے حوالہ کیا ہے۔ اگر میں تجھے کسی اور کو فی سبیل اللہ بخش دوں۔ تو تو منظور کرے گی۔ عورت نے کہا۔ اب تو جس کے حوالے کرے، مجھے منظور ہے، اگر میں خدا کی راہ میں بکوں۔ تو اور میں کیا چاہتی ہوں۔

پس اس شخص نے ایک روٹی اور اپنی عورت معہ زیورات وغیرہ فقیر کو دے دی۔ فقیر لے کر روانہ ہوا۔ تو عام تمام لوگ اس کو مخنث کہنے لگے، اور لعن طعن شروع کیا۔ کہ اگر تو نامرد تھا۔ تو ہم کو کیوں اپنے ساتھ لایا۔ اور شرمسار بنایا۔ ہم واپس جا کر کیا کہیں گے۔

اس شخص نے دل میں خیال کیا۔ کہ اب میں نہ پیچھے جانے کا ہوں۔ نہ گھر جانے کا رہا ہوں۔ یہ ہمیشہ مجھ کو طعنہ زدی کرتے رہیں گے۔ ہو سکے تو اسی فقیر کے ساتھ حیاتی بسر کروں۔ القصہ وہ فقیر کے پیچھے دوڑ پڑا۔ جب فقیر نے دیکھا۔ تو کہا۔ کہ اے شخص کیا تو اپنی اس بات سے پھر گیا ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں میں ان لوگوں کے طعنے برداشت نہیں کر سکتا۔ اس واسطے چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ رہوں۔ فقیر نے کہا۔ اچھا۔

پھر انہوں نے ایک درخت کے نیچے آرام کیا۔ اور سو گئے۔ جب وہ شخص صبح کو اٹھا۔ تو دیکھا کہ وہ عورت مر گئی ہے۔ اس نے فقیر کو کہا۔ کہ یا حضرت! یہ عورت تو فوت ہو گئی ہے۔ فقیر نے کہا۔ مر گئی تو کیا ہوا۔ اس کو دفن کر دو۔ بعد دفن فقیر روانہ ہوا۔ وہ شخص فقیر کے پیچھے ہو لیا۔ آگے جب دریا کے کنارے پر گئے تو فقیر اللہ اکبر کہہ کر دریا میں کود پڑا۔ وہ شخص دریا کے کنارے پر کھڑا رہ گیا۔ نہایت حیران و پریشان ہو کر کہنے لگا۔ کہ اب میں کدھر کو جاؤں۔ بہت گریہ و زاری کرتا رہا۔ جب رات ہوئی۔ تو اس جگہ کے بادشاہ کو خواب میں ارشاد ہوا۔ کہ ایک شخص دریا کے کنارے پر کھڑا ہے۔ اس سے اپنی لڑکی کی شادی کر دو۔ اور نصف بادشاہی بھی دے دو۔ ورنہ تیری بادشاہی غرق ہوتی ہے۔ اسی وقت بادشاہ نے اس کو تلاش کر کے بلوایا۔ اور اپنی لڑکی کی شادی اور نصف بادشاہی بھی دے دی۔

پھر ایک روز وہ شخص شکار کھیلتا ہوا اسی دریا کے کنارے پر آیا۔ اور وہی وقت فقیر کا یاد آیا۔ افسوس کیا۔ اور بہت رویا اور کہا۔ کہ اس بادشاہی نے بھی نہیں رہنا۔ اور نہ زندگی

رہے گی۔ فقیر کے ساتھ جانا بہتر تھا۔ پس اس قدر محبت غالب ہوئی۔ کہ وہ بھی دریا میں کود پڑا۔ جاتے ہی فقیر کی ملاقات ہوئی کہ وہ خضر علیہ السلام تھے۔ حضرت خضرؑ نے کہا۔ اے شخص یہاں تو کیوں آیا ہے۔ اس عورت کے بدلے تم کو بادشاہ کی لڑکی ملی ہے اور ان زیورات کے عوض تم نے بادشاہی پائی۔ یہاں سے چلے جاؤ۔ اگر پھر کوئی ضرورت ہو، تو آ جانا۔ جب روانہ ہوا۔ تو خضر علیہ السلام نے اس کو ایک پھول دیا۔ اس نے آکر وہی پھول اپنے خسر کو دیا۔ تو بادشاہ نے وہ پھول اپنی ایک بیوی کو دیا۔ جب دوسری بیوی نے دیکھا۔ تو بادشاہ کو کہنے لگی۔ کہ اگر مجھ کو بھی ایسا پھول نہ ملے۔ تو میرا جینا محال ہے۔ آخر بادشاہ کو بہت تنگ کیا، تو اس شخص کو کہا کہ بچہ ایک پھول اسی قسم کا اور لا دے، تاکہ فساد رفع ہو۔

آخر وہ شخص پھر خضرؑ کے پاس گیا۔ اور پھول کا حال سنایا۔ انہوں نے کہا۔ یہ پھول تو مجھے جناب دستگیرؒ نے دیا تھا۔ آؤ ان کے پاس چلیں۔ جب گئے تو پیران پیرؒ نے کہا۔ کہ مجھ کو جناب علی کرم اللہ وجہہ، سے ملا تھا۔ جب تینوں ان کے پاس گئے تو انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھ کو جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے۔ جب ان کے پاس گئے۔ تو آنجنابؐ نے فرمایا۔ کہ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے دیا تھا۔ پس حضرتؐ متوجہ ہوئے۔ تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ یا حضرتؐ وہ پھول تو مجھے بہشت کے دروازے پر گرا ہوا ملا تھا۔ اگر ضرورت ہو تو اس شخص کو میرے ساتھ روانہ کرو۔ کہ بہشتوں میں دیکھ کر لے آئے۔ جب حضرت جبرائیلؑ اس شخص کو بہشت میں لے گئے۔ تو بہشت کے باغات اور مکانات اور طرح طرح کے پھول اور رنگ رنگ کی بہار دیکھتے ہی وہ مست ہو کر سیر کرنے لگا۔

کیا دیکھا کہ وہی عورت طوبے درخت کے سایہ میں جواہرات کے تخت پر تکیہ لگائے بیٹھی ہے۔ عورت نے دیکھ کر کہا۔ کہ اے شخص خداوند کریم نے تیرے صدق سے یہ مجھے بہشت دیا ہے۔ اور میری نیت سے خدا نے تجھ کو بھی جس جگہ پہنچایا ہے۔ اب اس فانی جہان پر نہ جانا۔ اس ہمیشہ کے مقام پر آرام پا۔

دیکھ میاں قاضی! خدا کے دوست جو دنیا کو ناچیز اور خدا کی محبت کو عزیز جانتے ہیں تو خدا بھی ان کو یہ مرتبے عطا کرتا ہے پھر کیوں طمع دنیا کے واسطے تو مجھ کو اس محبت حق سے

ہٹاتا اور اپنا ایمان گنواتا ہے۔

پھر قاضی نے یہ بیت پڑھا۔

ذ

ذرہ نہیں مڑدی ہیرے رانجھا کدوں آیا ذات صفات نہ جاتی تونہہ نام نموز و نجایا
لَاَ مَّا رَۃٌ بِالسُّوْءِ تیرا بدیاں نفس پھٹایا عشق مجازی تلکن بازی تختوں تخت بنایا
فتح محمد دس ہیرے تینوں عشقوں ہتھ کی آیا

قصہ شیخ بر سیسیا (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر تیرے نفس نے تجھ کو ایسا خراب اور خوار کر دیا ہے کہ اب کوئی بات بھی تجھ پر اثر نہیں کرتی۔ کیوں اس عشق مجازی شیطان بازی کے پیچھے لگ گئی ہے۔ شیطان تیرا اس طرح حال کرے گا۔ جیسا کہ شیخ بر سیسیا کا ہوا تھا۔

شیخ بر سیسیا ایک ایسا کامل بزرگ تھا کہ ہزار بزرگ تو اس نے آپ جیسے کئے تھے۔ دوسرے مریدوں اور طالبوں کا تو کوئی شمار نہ تھا۔ اسی شہر میں ایک سوداگر رہتا تھا۔ وہ بھی شیخ بر سیسیا کا مرید تھا۔ وہ سوداگر سفر کو تیار ہوا۔ اس کی ایک لڑکی خوبصورت نوجوان تھی۔ اس نے خیال کیا کہ یہ لڑکی اپنے پیر کے سپرد کر دوں۔ کیونکہ مجھ کو اس کا کوئی خیال نہ ہو گا۔

آخر سوداگر لڑکی کو شیخ صاحب کے سپرد کر کے چلا گیا۔ جب شیخ صاحب نے لوگوں کا زیادہ رجوع دیکھا۔ تو زیادہ عبادت و بندگی شروع کی۔ تاکہ لوگ اور بھی زیادہ رجوع کریں۔ پس جب اس کے عشق میں یہ فتور ظہور ہوا۔ تو ایک روز شیطان بھی ایک بڑے بزرگ کی شکل بن کر شیخ صاحب کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ یا حضرت میں آپ کو ایک وظیفہ بتاتا ہوں۔ اگر آپ اس کا ہمیشہ عمل کرتے رہیں، تو آپ کا بہت رتبہ بڑھے گا۔ جب شیخ نے وہ وظیفہ شروع کیا۔ تو چند روز کے بعد شیخ صاحب کا رجوع دنیا کی طرف ہو گیا۔

ایک روز شیخ کو خیال آیا۔ کہ میں اس سوداگر کی لڑکی کی خبر تو لوں۔ کہ اس کا کیا حال

ہے۔ جب اس کے پاس گیا۔ تو دیکھا کہ لڑکی سجدہ میں مشغول ہے شیخ صاحب واپس چلے گئے اور اس کو نہ بلایا۔ جب دوسرے روز آئے تب بھی لڑکی سجدہ میں مشغول تھی۔ پھر واپس آ گئے۔ جب تیسرے روز آئے تو پھر بھی اس کو سجدہ میں دیکھا۔ مگر اس کو بلایا۔ تو لڑکی سر اٹھا کر پیر کے قدمبوس ہوئی۔ شیخ شیطانی حرکت کے ساتھ لڑکی کے پیش آیا۔ آخر اس لڑکی کو حمل ہو گیا۔ جب حمل کے آثار ہوئے تو شیخ صاحب کو نہایت غم و فکر پیدا ہوا۔ کہ اس کے ظاہر ہونے سے میری عزت و قدر جاتی رہے گی۔ اتنا فکر ہوا کہ کھانا پینا چھوٹ گیا۔ اور بہت لاغر ہو گیا۔ پھر شیطان اس کا عزیز بن کر پوچھنے کو آیا۔ کہ حضرت اس طرح آپ کا حال کیوں ہوا۔ شیخ نے کہا۔ کہ مجھ سے اس طرح بدفعلی ہو گئی ہے۔ اگر وہ ظاہر ہو گئی۔ تو نہ میرا ایمان رہا اور نہ بزرگی۔ اور عام خلقت میں بے عزتی ہو گی۔ شیطان نے کہا۔ کچھ فکر نہ کر۔ یہ تو کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ آپ اس لڑکی کو قتل کر دیں' اور اس کی لاش بڑی احتیاط سے دفن کر دیں۔ پھر تجھ پر کس نے گمان کرنا ہے شیخ کو یہ بات پسند آ گئی۔ اور جا کر لڑکی کو قتل کر کے دفن کر دیا۔

بعدہ' شیطان اس سوداگر کے پاس پہنچا۔ پوچھا کہ اے سوداگر تو کہاں کا رہنے والا ہے۔ سوداگر نے کہا۔ کہ میں شیخ بریسیسا صاحب کے شہر میں رہتا ہوں۔ شیطان نے کہا۔ کہ شیخ بریسیسا نے تو تمہاری لڑکی کا برا حال کیا ہے اور پھر اس کو قتل کر دیا ہے۔ سوداگر نے اس پر غصے ہو کر کہا۔ کہ ایسی واہیات بات مت کہہ۔ کہ وہ میرا پیر ہے۔ اس پر تو ایسا گمان کرنا ہی حرام ہے شیطان نے کہا۔ چل میں تجھ کو اس کی لاش دکھاؤں۔ آخر سوداگر حیران ہو کر شیطان کے ہمراہ چلا۔ جب اس جگہ آئے۔ تو شیطان نے وہ لاش دکھائی۔ سوداگر نہایت متعجب و حیران ہوا۔ اور غم و غصے کے سبب بادشاہ کے پاس گیا۔ اور تمام حال سنایا۔ وہ بادشاہ بھی شیخ بریسیسا کا مرید تھا۔ سوداگر کی فریاد کو سنا اور بھگا دیا۔ وزیر نے کہا۔ قبلہ عالم یہ عدل ہے۔ شیخ صاحب کو بلوا کر کچھ حال دریافت تو کرو۔ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔ جب شیخ صاحب بلائے گئے۔ وہ حاضر ہوئے۔ تو بادشاہ نے تخت سے اتر کر تعظیم کی۔ اور کہا۔ آپ تخت پر بیٹھو۔ شیخ نے کہا۔ اب میں تخت کے لائق نہیں ۔ بادشاہ نے کہا۔ اگر یہ قصور کسی آپ کے نوکر کا ہے۔ تو میں بخشوا دیتا ہوں۔

شیخ نے کہا۔ کہ نہیں، یہ خود میرا ہی قصور ہے۔ اور یہ معاملہ میں نے ہی کیا ہے۔ بادشاہ نے نہایت متعجب و حیران ہو کر بہت دیر تک دل میں سوچا۔ آخر خیال آیا کہ یہ شیطان کے دام میں پھنس گیا ہے اب تو یہ پیر میرا گنہگار ہے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں ایمان کا نقصان کر بیٹھے۔ اگر یہ قتل کیا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ ایک تو عدل ہو جائے گا۔ دوسرا اس کا ایمان سلامت رہے گا پس اس کو سولی کا حکم دیا۔

جب سولی پر چڑھایا گیا۔ تو شیخ صاحب کا قلب جاری ہو گیا۔ ذکر کی برکت سے سولی نے کچھ اثر نہ کیا۔ پھر اس وقت شیطان نے حاضر ہو کر کہا۔ کہ اے شیخ بر سیسا۔ تو نے اتنی مدت خدا اور رسولؐ کی متابعت و فرمانبرداری کی ہے۔ پھر تجھ کو خدا و رسولؐ سے کیا فائدہ ہوا۔ کہ اس تھوڑے جیسے گناہ سے بھی خدا و رسولؐ نے تجھ کو نہ بچایا۔ شیخ بر سیسا کو یہ بات اثر کر گئی۔ کہا! سچ تو ہے۔ مجھ کو ان سے کیا فائدہ ہوا۔ پس جب اس کا خدا اور رسولؐ پر ایمان نہ رہا۔ تب سولی نے کام تمام کیا۔

اے ہیر! خیر نفس اور شیطان تیرے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا۔ ابھی تو وقت ہے۔ ان شیطانی حرکتوں کو چھوڑ۔ شریعت سے منہ نہ موڑ۔

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی اس تیرے مسئلے نے تو میرا الٹا یقین ثابت کیا ہے۔ دیکھ جب اول شیخ بر سیسا کے عشق میں فرق آیا۔ تب اس نے اپنا ایمان گنوایا۔ اگر میں بھی اپنے یار کے عشق میں کمال نہ ہوں۔ تو میرا بھی ایسا ہی حال ہو گا۔

پھر یہ بیت پڑھا۔

رکوع سجود رانجھے وَل میرا جو ہے دل دا سائیں
روز ازل دی باندی اسدی روز قیامت تائیں

باندے ہو کر جیہڑے رہندے ذات نہ پچھن تھائیں
پنن ذات چڑھو آنبیاں رب دیاں ویکھ رضائیں

زلیخا نہ ذات یوسفؑ دی پچھی عشق دیاں دیکھ ادائیں
اَلْمِجَازُ قُنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَتِہ آکھ حدیث سنائیں

پل مجاز حقیقی والی قاضی کھول حدیث سنائیں
فتح محمدؐ آکھ قاضی نوں ہور نہ شرع سکھائیں

مُرید پر پیر کا اور پیر پر مُرید کا حق (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ سن میاں قاضی! عشق کسی کی ذات صفات نہیں پوچھتا۔ جس پر وارد ہوتا ہے۔ اس کو خاک سے افلاک کے رتبے تک پہنچا دیتا ہے۔ اور خداوند کریم اپنے ان سچے عاشقوں کا خود ہی نگہبان ہوتا ہے۔ ان پر کسی بدگمان شیطان کا بھی زور نہیں چل سکتا۔ اگر وہ کسی حرکت میں ان کو پھنساتا ہے تو بھی پیر کامل کے ذریعے سے خدا ان کو اس طرح سے بچالیتا ہے۔

جیسا کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ' کا ایک شخص مرید تھا۔ اس نے ایک روز پیر سے عرض کی۔ کہ یا حضرت: مرید پر پیر کا کیا حق ہے اور پیر پر مرید کا کیا حق ہے۔ آپؒ نے فرمایا۔ کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ تم کو دکھایا و سنایا جائے گا۔

تو اس شخص کی شادی قریب تھی۔ جب اس کی شادی کے شغل میں لوگ جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ اس کو مہندی وغیرہ لگا کر نہلانے لگے۔ تو اس موقع پر جناب محبوب سبحانیؒ بھی تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے اس مرید کو ایک طرف جانے کا ہاتھ سے اشارہ کیا۔ وہ اسی وقت اٹھ چلا۔ نہ اپنی شادی کا خیال کیا۔ نہ کچھ پیر سے پوچھا۔ کہ کہاں تک اور کس کام کو جانا ہے۔ لوگوں نے اس کو بہت ملامت اور طعنہ وغیرہ بھی کیا۔ مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر اسی طرف روانہ ہوا۔ چند روز چلتا رہا۔

ایک دن شام کے وقت ایک شہر کے دروازہ پر پہنچا۔ تو آگے ایک شخص نیک شکل سفید ریش دروازہ پر کھڑا تھا۔ اس نے پوچھا اے شخص تو کس کام کو اور کہاں جاتا ہے۔ اس نے کہا۔ مجھ کو میرے پیر محبوب سبحانیؒ نے ہاتھ کے اشارے سے اسی طرف بھیجا ہے مجھ کو خبر نہیں کہ کیا کام ہے۔ اور کہاں تک جانا ہے۔ اس نے کہا اے بھائی! انہوں نے تجھے میری طرف بھیجا ہے۔ وہ شخص اس کو اپنے گھر لے گیا۔ ہر چند خدمت خاطر سے پیش آیا۔ چند روز کے بعد اس کو پانچ سو روپیہ نقد اور ایک گھوڑا اپنے پیر کی نذر کیا۔ اور ایک سو روپیہ اس کو اس کے خرچ کے واسطے دیا۔

وہ شخص جب رخصت ہو کر ایک شہر میں پہنچا۔ تو وہاں ایک مکان عالی شان کے نیچے چند آدمی کھڑے ہوئے دیکھے۔ ان سے پوچھا۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس محل میں ایک

عورت کینچنی صاحب حسن رہتی ہے۔ جس کی صورت کمال دنیا میں بے مثال ہے' اگر کوئی اس کو دیکھنا چاہے تو وہ کینچنی اس شخص کو اپنے پاس بلاتی اور خدمت بھی کرتی ہے۔ لیکن صرف اپنے منہ دکھانے کا سو روپیہ لیتی ہے۔ اگر کوئی ہمبستری چاہے تو پانچ سو روپیہ ایک رات کا لیتی ہے۔ اس میں اس کو نفس نے حرکت دی۔ کہ ایسے آدمی کو دیکھنا چاہئے۔ وہ سو روپیہ اس کو دے دیا جائے۔ سفر کا معاملہ ہے۔ آج رات آرام سے گزرے گی جب اس کو اطلاع دی۔ تو وہ شخص بلایا گیا۔ اس نے اس کو عمدہ مکان میں بٹھلایا۔ طرح طرح کا کھانا کھلایا۔ جب سو روپیہ دے کر اس کو دیکھا تو دیکھتے ہی اس کی صورت پر ایسا مبتلا ہو گیا کہ ہوش و حواس سب جاتے رہے۔ عقل دور۔ شیطانی حرکت ظہور میں آئی۔ کہنے لگا کہ پیر میرے کو کیا پرواہ ہے۔ وہ پانچ سو روپیہ اسے دیا جائے۔ رات تو عیش و عشرت میں گذاریں۔ دن کو دیکھا جائے گا۔ جب وہ پانچ سو روپیہ بھی اس کو دیا۔ اور ہم بستر ہونے کا ارادہ کیا۔ تو اٹھتے ہی اس کو اپنے پیر کی صورت حاضر ہو گئی۔ وہ شرمندہ ہو کر پھر لیٹ رہا۔ جب دوبارہ اٹھا۔ تو اس کو ایک لات لگی۔ پھر نیچے گر پڑا جب تیسری بات بھی اس کا وہی حال ہوا۔ تو عورت نے کہا۔ اے شخص' اس تیرے بار بار گر پڑنے کا کیا سبب ہے۔ آخر اس نے تمام حال سنایا۔ اور کہا کہ میرا پیر مجھ کو اس بد فعل سے روکتا ہے۔ وہ اب میرے حضور ہے۔ اس لئے میں مجبور ہوں۔

عورت یہ سن کر نہایت متعجب و حیران ہوئی اور کہا اے شخص تیرا ایسا کامل پیر ہے۔ تو مجھ کو ان کے پاس لے چل' یہ سب دولت دنیا مال خزانہ تیرا ملک ہے۔ اور میں ان کے روبرو تیرے ساتھ نکاح کر لوں گی۔ پس وہ شخص تمام دنیا مال خزانہ لے کر معہ اس عورت کے جناب پیرانؒ پیر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ عورت بھی جناب کی مرید ہوئی اس کا نکاح حضورؒ نے اسی شخص کے ساتھ کیا۔ اور وہ مال خزانہ بھی اس شخص کے حوالے کر دیا۔

اس وقت پیران پیرؒ نے فرمایا۔ اے شخص مرید پر پیر کا حق وہ تھا۔ کہ جس متابعت اور فرمانبرداری کو تو نے ادا کیا ہے۔ اپنی شادی کو چھوڑ دیا۔ لوگوں کے طعنے وغیرہ کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ اور مجھ سے بھی نہ پوچھا۔ کہ کہاں جانا اور کیا کام ہے۔

اور مرید کا پیر پر یہ حق تھا۔ کہ ایک تو اس شیطانی حرکت اور بدکاری سے خدا نے تم کو بچایا۔ دوسرا جس سے تیری شادی ہونے لگی تھی وہ تمہاری دودھ کی بہن تھی جس کی تم کو خبر نہ تھی۔ پس وہ تم پر حرام تھی۔ خدا نے اس حرام سے بھی تم کو ہٹا رکھا۔

میاں قاضی! یہ قصہ اس طرح پر ہے کہ وہ حضرتؒ کا مرید جب بچہ تھا۔ تو اس کی والدہ فوت ہو گئی۔ ایک ہمسایہ عورت اس کو اپنی لڑکی کے ساتھ اپنا دودھ پلاتی رہی تو قضا الٰہی اس عورت کا شوہر بھی مر گیا۔ وہ عورت گردش زمانہ سے اپنی لڑکی لیکر کہیں اور ملک کو چلی گئی۔ وہاں ایک شخص کے ساتھ اس کا نکاح ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ عورت مر گئی۔ وہ لڑکی اسی شخص کے گھر پرورش پاتی رہی۔

جب جوان ہوئی۔ تو اس شخص پر بھی کوئی ایسا واقعہ ہوا۔ کہ معہ لڑکی وہاں سے چل کر اتفاقاً" اسی شہر میں آیا۔ جہاں وہ حضرتؒ کا مرید رہتا تھا اس شخص نے اس کے ساتھ اس لڑکی کا ناطہ کر دیا تھا۔ مگر ان میں سے کسی کو اس واقعہ کی خبر نہ تھی۔

دیکھ میاں قاضی جو ایسا طالب اہل ارشاد صادق الاعتقاد ہو۔ اور جن کے شامل اس طرح کا پیر کامل بھی ہو۔ تو پھر شیطان وغیرہ اس کا کیا نقصان کر سکتا ہے۔ بلکہ ان کی امداد سے تو دین و دنیا مراد حاصل ہوتی ہے۔ پھر کیوں تو مجھ کو ایسے کامل پیر کی محبت سے روکتا اور منع کرتا ہے۔

پھر قاضی نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

ز

زہر ہوئی مت ہیرے تینوں شرم حیاو نجایو
جن قبیلہ سارا ہیرے ویر پٹھان لجایو
اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ حیا ایمان تھیں آیو
فتح محمدؐ ایہہ شینہہ قہری بیلے وچہ ورایو

شرم وحیا (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر کیوں اس عشق کے عذاب میں خوار و خراب ہو کر اپنی عزت

اور شرم کو برباد کرتی ہے۔ آخدا سے ڈر۔ کچھ شرم و حیا کر۔ دیکھ شرم و حیا جیسی چیز خدا و رسولؐ کو کیسی عزیز ہے کہ موسیٰ لوہار مدینہ پاک میں رہتا تھا۔ وہ ایک دن سیخ بیچنے کے لئے شہر میں گیا۔ ایک فاحشہ عورت اس کو اپنے گھر لے گئی۔ اس کے پاس بہت ہی فاحشہ لونڈیاں رہتی تھیں۔ موسے نوجوان اور خوبصورت تھا اس پر ایک عورت مبتلا ہو گئی۔ اس نے اپنی خواہش ظاہر کی۔ موسی نے انکار کیا۔ کہا مجھ کو خدا و رسولؐ سے حیا و شرم آتا ہے۔

آخر عورت نے اس کو ایسا مجبور کیا کہ تمام دروازے بند کر دیئے تو وہ نوجوان دیوار سے کود پڑا اور نیچے کیچڑ و گندگی میں گر پڑا پھر وہ کسی جگہ جا کر نہایا اور کپڑوں کو بھی صاف کیا اسی وقت حضرت کو فرمان الٰہی ہوا کہ اے محمدؐ جا۔ میرے دوست موسیٰ لوہار کو اپنے سینے کے ساتھ لگا لو کیونکہ اس نے میرا حیا و تیرا شرم کا وہ حق ادا کیا ہے کہ ایسا کوئی مشکل سے کرے گا پس حضرتؐ نیجا کر اس کو اس قدر اپنے سینہ فیض گنجینہ کے ساتھ لگایا کہ تمام حضرتؐ کے بدن مبارک کی خوشبو اس کے بدنسے آنے لگی۔ تب اس کا نام خلقت میں موسیٰ مشکی مشہور ہوا۔ اے ہیر خدا و رسولؐ کی بارگاہ میں شرم و حیا تو اس طرح مقبول ہے۔ پھر کیوں ایسے شرم و حیا کو ہٹا کر عشق کی خواری بدکاری کے پیچھے پھرتی ہے۔ ہیر نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا

س

سوہناتے من موہنا رانجھا کیوں اس توں منہ موڑاں — دکھاں پھٹی نوں بنھے ہا پئی ہتھوں کریں اجوڑاں
دردر نجانی نوں کوئی نہ جانے رانجھے دیاں لکھ لوڑاں — ہے نماز نیاز اسے ول کعبیوں کیوں مکھ موڑاں
اَلْعِشْقُ نَارٌ یُحَرِّقُ ویکھ عشقے دیاں ٹھہراں — فتح محمدؐ کی ہتھ میرے عشق پایاں گل ڈوراں

عشق زلیخا (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی یہ نصیحتیں اور قصے عاشقوں کو کچھ اثر نہیں کرتے۔ اور نہ

کسی کے طعنہ اور بدنامی سے ڈرتے ہیں۔ عشق کی وہ آگ ہے۔ جو کسی کے بجھانے سے نہیں بجھتی۔ بلکہ جس قدر لوگ طعنے اور ملامت کرتے ہیں۔ یہ اتنا ہی زیادہ بھڑکتی ہے۔ دیکھ حضرت یوسف علیہ السلام اور مائی زلیخا کا حال یہ قصہ تو بہت عیاں ہے۔ مگر اس میں سے کچھ تھوڑا بیان کرتی ہوں۔

جب زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے عشق میں اس قدر خوار و عاجز ہو گئی کہ بڑھاپے میں ہاتھ و پاؤں چلنے سے رہ گئے۔ آنکھوں کی بینائی جاتی رہی۔ کوئی آدمی بھی نزدیک نہ آتا۔ اگر آتا تو طعنہ و ملامت کر کے گزر جاتا۔ یا تو بادشاہی تھی۔ یا گدائی سے بھی عاجز ہو گئی۔ یہاں تک کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو شہر سے باہر نکلوا دیا۔ وہ بیچاری حضرت یوسف علیہ السلام کی شکار گاہ کے راستے پر جھونپڑی ڈال کر بیٹھ گئی۔ لوگ پوچھتے۔ تو کہا کرتی۔ کہ آتے ہوئے یوسفؑ کا دیدار تو کروں گی۔ اور جاتے کی پشت دیکھوں گی۔

اسی طرح کچھ مدت گزر گئی۔ جب اس کا عشق اس حد تک پہنچ گیا۔ اور وصل کے ایام نزدیک آئے۔ تو ایک روز حضرت یوسفؑ کا لشکر گزر رہا تھا۔ زلیخا چپ کر کے بیٹھی تھی۔ جب حضرت یوسفؑ کی سواری اس کے پاس سے گزری۔ تو بے اختیار زلیخا کا آہ و نالہ اس قدر جاری ہو گیا۔ کہ حضرت یوسفؑ نے وزیر سے پوچھا۔ یہ کون عورت رو رہی ہے۔ اس نے عرض کیا۔ یا حضرت اس بڑھیا کا نام زلیخا ہے۔ یہ عزیز بادشاہ کی عزیز عورت تھی۔ جب وہ مر گیا۔ تو یہ بیچاری عاجز و خوار پھرتی ہے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کا یہ حال دیکھا۔ تو اس قدر خدا کا خوف آیا۔ کہ وہاں ٹھہر گئے۔

زلیخا نے کہا۔ اے یوسفؑ میں وہ عورت ہوں کہ جس نے تیرے لئے کل خزانے مال و دولت دنیا لٹا دی تھی۔ اور ہمیشہ اپنے ہاتھوں سے نہلایا دھلایا کرتی تھی۔ اور تمام حیاتی و جوانی تیرے عشق میں برباد کر دی یہاں تک کہ اب اس حال کو پہنچ گئی ہوں۔ کہ آپؑ بھی پہچان نہیں سکتے آ' یوسفؑ! خدا سے ڈر۔ میرے اس حال پر رحم کر۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا۔ خدا جانے یہ حال تیرا کیوں ہوا۔ ہے۔ اگر اب بھی تجھ کو میرا عشق ہے۔ تو میں کیونکر معلوم کروں؟

زلیخا نے کہا۔ اگر تجھ کو شک ہے۔ تو امتحان کر لے۔ ذرا اس اپنے چابک کی لڑی کو مجھے پکڑا۔ جب حضرت یوسفؑ نے وہ چابک ایک طرف سے اس کو پکڑایا۔ تو چابک کو آگ لگ گئی۔ حضرتؑ نے چابک کو چھوڑ دیا۔ وہ تمام جل گیا۔ سارے دیکھنے والے حیران و پریشان ہو گئے۔

حضرتؑ نے کہا۔ اے زلیخا اتنی آگ۔ زلیخا نے کہا۔ اے یوسفؑ خدا سے پناہ مانگ۔ اگر میں اپنے دل کی آہ نکالوں، تو تمام جہان جل جائے۔ حضرت یوسفؑ بہت حیران ہو کر ذات الٰہی کی طرف متوجہ ہوئے۔ وحی حکم لایا۔ کہ اے یوسفؑ یہ دل سے تائب اور مسلمان ہو گئی ہے اور عشق اس کا حد کو پہنچ گیا ہے۔ اب اس کی مراد حاصل کر۔ حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے سے اترے، اور فرمایا:

اے زلیخا! مانگ جو کچھ چاہتی ہے۔ زلیخا نے کہا۔ میں تین چیزیں چاہتی ہوں۔ ایک جوانی جو آپ کے ساتھ ہم عمر ہوں۔ دوسرا آنکھوں کی بینائی کہ جس سے تم کو دیکھوں۔ تیسرا تم ہر وقت حاضر حضور رہو۔ حضرت یوسفؑ سجدہ میں گئے اور خدا سے دعا مانگی۔ تو اسی وقت نوجوان صورت کمال حور کی مثال چودھویں رات کے چاند کی طرح اس کے حسن نے جہان روشن کر دیا۔ حضرت یوسفؑ اسی وقت اس کو اپنے گھر لے گئے۔ نکاح کے بعد خدا نے ان کا اس طرح عدل کیا۔

کہ حضرت یوسفؑ کا صبر اور عبادت زلیخا کو عطا ہوئی اور زلیخا کا عشق حضرت یوسفؑ کو ملا۔ پھر حضرت یوسفؑ اس قدر عاشق ہوئے کہ کسی وقت بھی اس سے جدا نہ ہوتے تھے جب زلیخا ان کو مجبور کر کے کچہری میں بھیجتی۔ تو کچہری سے جلد واپس آ جاتے۔

ایک دن جب حضرت یوسفؑ دربار میں گئے تو زلیخا نے تمام دروازے بند کرا دیئے۔ حضرت یوسفؑ جلد دیوار گرا کر اندر آئے۔ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر آگے دوڑی اور حضرت یوسفؑ اس کے پیچھے دوڑے۔ یہاں تک کہ آپؑ نے زلیخا کا دامن پکڑا۔ تو وہ دامن پھٹ گیا۔ اسی وقت وحی آئی۔ اور کہا۔ اے یوسفؑ یہ وہ عوضانہ ہے جو ایک دن تم آگے تھے۔ اور زلیخا پیچھے دوڑتی تھی۔ اور اس نے اتنا ہی تیرا دامن پھاڑا تھا۔

دیکھ میاں قاضی عشق کی شان کہ مردہ کو زندہ کر دیتا ہے اور گداگر کو بادشاہ بناتا ہے۔

جیسا کہ زلیخا ضعیف العمر مثال مردہ کی تھی۔ پھر نوجوان مانند زندہ کے ہوئی۔ اول بادشاہ تھی پھر عاجز و گدا بنی۔ بعد ازاں ہمیشہ کے واسطے بادشاہی ملی۔ پس عاشقوں کو یہی مُوْنُوْا والی موت ہے۔ جس کو تو خواری و خرابی کہتا ہے۔ مگر پیچھے زلیخا کی طرح ہمیشہ کی بہار دکھاتا ہے۔ جیسا کہ یہ بیت ہے۔

عشق اول اے دلم ظاہر بلاست
بعد از غم ہا دلے آخر شفاست

پھر میں کیوں ایسی نعمت کو چھوڑوں۔ اور اپنے یار سے منہ موڑوں۔

پھر قاضی نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا۔

ش

شرم تے بھرم دھرم ہیرے اٹھ چاکدے پچھے گیا　　چاک دینال نہ ساک ہے تیرا تونہہ چاک وچوں کی لیا
بھکھ تے دکھ ہوئے ودھیرے سکھ تھیں کچھ نہ ڈھیا　　وَاسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ ہیرے صبروں ویکھ سنیہا
رب دی طرفوں فتح محمدؐ ویکھ سنیہا کہیا

اجرِ صبر (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر تو نے اپنی لج اور شرم و حیا سب گنوا دیا۔ پھر عشق سے کیا حاصل کیا۔ اس عشق کے عذاب میں خراب نہ ہو۔ خدا سے ڈر۔ صبر کر۔ دیکھ خداوند کریم صبر کا اس طرح اجر دیتا ہے۔ کہ ایک زیدؓ نامی حضرتؐ کا اصحابیؓ تھا۔ ایک روز اس نے حضرتؐ کی دعوت کی۔ حضرتؐ اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس نے بہت عمدہ کھانا پکوایا اور حضورؐ کے آگے رکھا۔ جب کھانا کھانے بیٹھے، تو زیدؓ کے دو بیٹے جو دونوں اپنے محل کے اوپر کھیل رہے تھے۔ کسی سبب وہ دونوں ہی محل سے گر کر مر گئے۔ زیدؓ کو خبر ہوئی۔ اس نے چپ چاپ دونوں کی لاشیں اٹھا کر اپنے گھر کے اندر رکھ دیں۔ اپنی عورت کو بھی منع کیا اور رونے نہ دیا۔ تاکہ حضرتؐ کو خبر نہ ہو۔ نہیں تو حضرتؐ کھانا نہ کھائیں گے اور یہ دعوت ضائع جائے گی اور منظور نہ ہو گی۔

حضرتؐ نے فرمایا کہ وہ تمہارے لڑکے کہاں ہیں۔ وہ بھی آئیں تو سب مل کر کھانا کھائیں۔ زیدؓ نے کہا۔ یا حضرتؐ وہ کہیں کھیل رہے ہوں گے۔ آپؐ نوش فرمایئے۔ تو اسی وقت خداوند کریم نے وحی بھیجی۔ کہ اے میرے حبیبؐ تیرے اس اصحابیؓ نے ایسا صبر کیا ہے۔ کہ اس کے دونوں لڑکے مر گئے ہیں۔ اس نے تیری خاطر ان کی خبر تجھ کو نہیں کی۔ اب تو جا۔ اور دعا فرما۔ جب بموجب حکم الٰہی حضرتؐ نے دست مبارک ان پر پھیرا اور دعا فرمائی۔ تو قدرت الٰہی سے وہ دونوں لڑکے زندہ ہو گئے۔

اے ہیر دیکھ ہمارے حضرتؐ کی فضیلت اور صبر کا بھی اتنا اجر ہے پھر کیوں تو صبر کو چھوڑ کر دربدر جنگل خوار دکھ بھکھ کے عذاب میں خراب پھرتی ہے اور اپنی شان قدر کو نہیں دیکھتی۔

ہیر نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

ص

صبر قرار اٹھ جاندا قاضی عشق پائے جتھے ڈیرے — نیند آرام تے بھکھ دکھ سکھ دے ڈیرے بن پریرے
اَلْاِنْتِظَارُ حدیث نبیؐ دی موتوں ہجر اگیرے — غمی تے شادی عاشقاں تائیں اوندی نہیں چوفیرے
غم کمال مگر ہک راتیں آ پھریا تن میرے — فتح محمدؐ ساعتوں پچھے خوشی کتے آ پھیرے

عاشق صادق (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی تو نے درجہ صبر کا بیان کیا ہے اور اس کا نتیجہ بتایا ہے اور میں تجھ کو عشق کی فضیلت سناتی ہوں۔ مگر وہ بات جو میرے ساتھ ہوئی۔ اور میں نے خود آنکھوں سے دیکھی ہے۔

کہ ایک روز میں اور ایک میری ہم عمر سینگی میاں رانجھے کی روٹی لے کر روانہ ہوئیں۔ جب وہاں پہنچیں تو میاں رانجھا ایک درخت ٹاہلی کے نیچے بیٹھا تھا اور ایک اور شخص اس کی شاخیں پکڑے ہوئے کھڑا تھا۔ اس کو دیکھ میں پیچھے ٹھہر گئی۔ رانجھے نے کہا۔ اے ہیر کیوں ٹھہر گئی ہے۔ میں نے کہا۔ یہ کوئی غیر شخص ہے۔ رانجھے نے کہا۔ یہ

کوئی غیر نہیں ہے۔ آ جاؤ۔ جب میری سینگی نے اس کو دیکھا۔ تو ان کی آپس میں آنکھیں لگ گئیں۔ آخر روٹی کھلا کر ہم دونوں گھر کو روانہ ہوئیں۔ تو میری سینگی نے کہا۔ کہ میرا دل بے بس ہو گیا ہے۔ اگر میں اس شخص کو نہ دیکھوں تو میں مرتی ہوں۔

میں نے کہا۔ تسلی کر۔ کل پھر دیکھ لینا میں نے یہ بات رات کو میاں رانجھے کو کہی۔ انہوں نے کہا۔ کہ کل آ جانا۔ وہ شخص بھی آ جائے گا جب دوسرے دن ہم گئیں۔ تو وہ شخص بھی آ گیا۔ میری سینگی اور وہ شخص باہم گلے لگ گئے۔ ہم نے دیکھا۔ تو دونوں فوت ہو گئے۔ اور میاں رانجھا حیران و پریشان ہوئے اور بہت خوفزدہ ہوئے۔ کہ شاید ان دونوں کا خون ہمارے ذمے لگا۔ اسی اثنا میں سواری جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نازل ہوئی۔ فرمایا کہ آنکھیں بند کرو۔ پھر فرمایا۔ کہ کھول دو جب ہم نے دیکھا تو وہ دونوں زندہ ہو گئے۔

دیکھ میاں قاضی! عشق کے درجے۔ کہ خدا اور سولؐ کی جناب میں عاشق اس طرح مقبول ہیں۔ اور وہ زیدؓ اصحابی بھی حضرتؐ کا سچا عاشق تھا۔ تو اس کے دونوں فرزند بھی خدا نے زندہ کر دیئے جیسا کہ کسی عاشق نے فرمایا ہے۔

عشق پس حیوان را بندہ کند　　عشق جانِ مردہ را زندہ کند

پھر قاضی نے یہ بیت پڑھا۔

ض

ضرب لگی کیہی ہیرے تینوں ہویوں چاکر نیال چکیٹی　　اُبھے سنیاں لے سنیاں پھٹی ہے ہیر سلیٹی
اَلشَّرِیْعَۃُ اَقْوَالِیْ ہیرے تو سن چوچک دی بیٹی　　شرع تا قول نبیؐ دا برحق جیں شریعوں توں لیٹی
فتح محمدؐ ہیر کیتی انج کرے نہ کائی ڈو لیٹی

پابندیِ شریعت (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر کیوں چاک رلاک کے پیچھے لگ کر اپنی عزت اور نام و ناموس کو برباد کرتی ہے۔ نفس و شیطان نے تجھ کو ایسا بے حیا و بے شرم کر دیا ہے کہ ہر وقت عشق عشق کرتی پھرتی ہے' آ۔ ان شیطانی حرکتوں کو چھوڑ۔ اور حضرتؐ کی

شریعت سے منہ نہ موڑ۔ دیکھ جو لوگ متقی و پرہیز گار شرع کے پابند خدا کو پسند ہیں۔ ان کو خدا دنیا میں بھی بڑے رتبے دیتا ہے۔ اور آخرت کا ثواب تو ان کے لئے بے حساب ہے۔

جیسا کہ امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا شاگرد ابو احمدؒ صاحب اس قدر مفلس اور غریب تھے کہ ایک روز ایک سائل امام احمدؒ کے دروازہ پر آیا۔ آپ نے گھر سے پوچھا۔ کہ کوئی چیز سائل کے دینے کے واسطے ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس وقت کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ امامؒ صاحب مغموم ہو کر گھر سے باہر گئے۔ جب شہر کے دروازے پر آئے۔ تو معمار دروازہ بنا رہے تھے۔ امامؒ صاحب نے ان کو کہا۔ کہ دروازہ شرع کے موافق فراخ بناؤ۔ انہوں نے طنزاً کہا۔ کہ جب تیرے اونٹوں کی قطاریں یہاں آئیں گی۔ تب دروازہ فراخ کیا جائے گا۔ امامؒ صاحب اور بھی زیادہ غمگین ہوئے۔ یہاں تک کہ کسی اور ملک کو چلے گئے۔

تو اس جگہ کے بادشاہ نے کسی اپنی عورت کو غصے ہو کر طلاق دے دی تھی۔ جو پھر سوائے حلالہ کے نکاح میں نہ آسکتی تھی۔ اس واسطے بادشاہ نے تمام عالم بلوائے۔ اور کہا کہ کسی طرح یہ عورت سوائے حلالہ کے نکاح میں آجائے۔ مگر کوئی عالم فتوی نہ دیتا تھا۔

اتفاقاً امام احمدؒ صاحب بھی اس مجلس میں آئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اے بادشاہ تم نے اپنی عمر میں کس قدر نیکی کے کام کئے ہیں اور کتنے بدی کے۔ بادشاہ نے کہا کہ نیکی کا حساب تو مجھے یاد نہیں۔ مگر اپنی سمجھ میں بدی کا کام تو میں نے ایک کیا ہے۔

کہ ایک روز میری ایک خوبصورت غلام نہا کر میرے پاس آئی۔ میں نے اس کو حرکت نفسانی سے دیکھا۔ اور اس کا بازو پکڑ لیا۔ پھر مجھ کو خدا اور رسولؐ کا ڈر آیا۔ اور عقل نے سمجھایا۔ کہ تیرا تو یہ حق نہیں ہے۔ پھر میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ اتنا گناہ تو کیا ہے کہ جس سے اب تک پشیمان ہوں۔

امامؒ صاحب نے فتوی فرمایا۔ کہ ایک تو غصے کی حالت میں طلاق جائز نہیں ہے۔ دوسرا جب تو اس طرح کا پرہیز گار ہے۔ تو تیرے واسطے حلالہ جائز نہیں ہے پس بادشاہ نے اس پر خوش و شاد ہو کر بہت کچھ نقد اور چند شتر غلہ کے بھی انعام دیئے۔ امامؒ صاحب لے کر اسی دروازہ پر آئے۔ اور وہ دروازہ گرایا گیا۔ تب اس سے قطار اونٹوں کی گزری۔

اے ہیر جو لوگ اس طرح شریعت پر عمل کرتے' خدا و رسولؐ سے ڈرتے ہیں۔ تو دیکھ دو جہان میں خدا ان کو عزت و شان بخشتا ہے۔

پھر ہیر نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا۔

ط

طالب رانجھے دی مینوں قاضی قصے کہے دن راتیں — رکھن جان دا فرض ہے قاضی عشق کو ہے کے کاتی
شرع تاں قول نبیؐ دا سچ ہے ایسہ گل تو نہہ نہ جاتی — اے پر شرع طریقت والی نہ گل سمجھ سیاتی
دیکھ حدیث' اَلطَّرِیْقَۃُ اَفْعَالِیْ نہیں تیری اتھ جھاتی — فتح محمدؐ بخت نیارے رانجھے دے نال حیاتی

حکائت امام غزالیؒ (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی تو شریعت کا فخر کرتا ہے۔ اور علم طریقت کا جاہل ہے۔ اس واسطے تو شریعت کا اصول بھی سمجھ نہیں سکتا۔ کیونکہ بغیر طریقت کے شریعت پر عامل ہونا محال ہے۔ اول کہیں سے علم طریقت حاصل کر۔ پھر مجھ کو نصیحت وغیرہ کرنا۔ ورنہ یہ علم تیرا تو سب فضول اس طرح بے حصول ہے۔

جیسا کہ امام غزالیؒ صاحب نے اپنے ظاہر علم کے فخر کو چھوڑا۔ تب علم باطن کے ذریعے وصال کا رتبہ کمال پایا۔ امام غزالیؒ صاحب اور شیخ احمدؒ دو بھائی تھے۔ امام غزالیؒ ظاہر علم کے اس قدر عالم ہوئے کہ فضیلت اور قضا کا درجہ پایا۔ اور شیخ احمدؒ کو علم باطنی تھا۔ جس کی محبت اور ریاضت کے سبب بزرگی اور صفائی حاصل کی۔ مگر امام غزالیؒ صاحب اس کو حقیر سمجھتے۔ اور آپ جیسا نہیں جانتے تھے اور شیخ احمدؒ بھی اس کے پیچھے نماز نہ پڑھتے تھے۔ ایک روز امام غزالیؒ نے اپنی ماں کو کہا۔ کہ شیخ احمدؒ میرے پیچھے نماز نہیں پڑھتا۔ اس میں میری بڑی ہتک ہے۔

شیخ احمدؒ کو ماں نے کہا کہ یہ تیرا بھائی اس قدر عالم فاضل ہے کہ تمام مخلوق اس کی مطیع ہے۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھا کر۔ القصہ ایک دن شیخ صاحب نے امام غزالیؒ کے پیچھے نماز کی نیت کی۔ تو امامؒ صاحب کو نماز میں یہ خیال آیا کہ ایک عورت نے مجھ سے حیض و

نفاس کا مسئلہ پوچھا تھا۔ میں نے اس کو اس وقت نہ بتایا تھا۔ یہ تو مجھ سے خطا ہوئی۔ شیخ احمدؒ نے اسی وقت جماعت سے جدا ہو کر نماز پڑھی۔ اس میں امام غزالیؒ صاحب بہت ناراض ہوئے۔ پھر ماں کو کہا۔ کہ آج تو شیخ احمدؒ نے آگے سے بھی بڑھ کر میری ہتک کی ہے۔ کہ اول جماعت کے شامل ہوا۔ پھر جماعت کو چھوڑ کر اپنی علیحدہ نماز پڑھی۔ شیخ احمدؒ کو ماں بہت غصے ہوئی۔ اور کہا۔ کیوں تو نے اپنے بھائی سے جدا ہو کر نماز پڑھی۔ شیخ صاحب نے کہا۔ امام غزالیؒ تو اس وقت حیض و نفاس کا مسئلہ کر رہا تھا۔ میں مسئلے سنتا۔ یا خدا کی نماز پڑھتا۔ جب امام غزالیؒ صاحب نے یہ بات سنی۔ تو دل میں حیران و پریشان ہو کر کہنے لگا۔ کہ میں تو اپنے علم پر فخر کرتا تھا اور اس کو حقیر جانتا تھا۔ مگر یہ تو کامل بزرگ و صاحب صفائی کا ہے۔

امام غزالیؒ صاحب نے شیخ احمدؒ کو کہا کہ بھائی میں اس علم کا جاہل ہوں۔ خدا کے لئے مجھ کو بھی اس باطنی علم کا واقف کر۔ شیخ احمدؒ نے کہا۔ بھائی میں تو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ اگر تجھ کو اس علم کا شوق ہے تو میرے پیر کے پاس جا۔ امام غزالیؒ صاحب اسی وقت پیر کی خدمت میں گئے۔ اور عرض کی۔ پیر نے ارشاد کیا۔ اور فرمایا۔ کہ تجھ کو اپنے ظاہر علم کا فخر ہے۔ اگر تجھ کو علم باطن کا شوق ہے تو پہلے بارہ[۱۲] برس نمازیوں کی جوتیاں جھاڑ۔ تاکہ تیرا غرور و تکبر دور ہو۔ پس امام غزالیؒ نے جوتیوں کو جھاڑنا شروع کیا۔ حتی کہ بارہ برس بھی آگزرے۔

تو ایک دن ایک درویش مسجد میں کتاب پڑھ رہا تھا۔ امام صاحبؒ نے وہ کتاب پوچھی۔ اس نے کہا خدا جانے کوئی امام غزالیؒ کون سے زمانے میں ہوا ہے۔ جس نے یہ ایسی کتاب بنائی ہے کہ اس کا کوئی سبق پڑھا نہیں جا سکتا۔ جب امام غزالیؒ نے یہ بات سنی اور اپنی اس تصنیف شدہ کتاب کو بھی دیکھا۔ تو بہت غم و افسوس کیا۔ کہ میں نے اتنی مدت اس قدر ریاضت بھی کی۔ اب تک تو نہ میرا کوئی نام لیتا ہے۔ اور نہ مجھے کوئی جانتا ہے۔ اسی دلیل میں تھا کہ پیر نے اس کا بازو پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیا۔ فرمایا ابھی تک تیرا فخر و تکبر دور نہیں ہوا۔ ابھی سے کچھ آپ کو بنانا چاہتا ہے۔

امام صاحبؒ پھر عاجزی کر کے اپنے پیر کے قدموں پر گر پڑے۔ کہا یہ میرا قصور ہے۔ معاف فرماؤ۔ پیر نے فرمایا۔ اب تم بارہ برس مسجد کا صحت خانہ صاف کرو۔ اس کام میں بھی

کافی مدت گزر گئی۔ ایک روز آپ نیچے کا صحت خانہ صاف کر رہے تھے۔ تو اوپر کے مکان سے کسی شخص نے پیشاب کیا۔ وہ تمام امامؒ صاحب کے سر اور کپڑوں پر گرنے لگا۔ امام صاحبؒ نیچے سر کر کے بیٹھے رہے۔ خیال کیا۔ کہ اگر میں کھڑا ہو گیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس مرد کو کوئی حرج پہنچ جائے۔ میں تو پھر نہالوں گا۔ اور کپڑوں کو بھی صاف کر لوں گا۔

پس جب یہاں تک فخر و غرور دور ہو گیا۔ اور نفس امارہ نہ رہا۔ تو اسی وقت پیر نے حاضر ہو کر اپنے سینے فیض گنجنے سے لگا لیا۔ تو نفس پاک اور دل یہاں تک صاف ہو گیا۔ کہ ہر علماء اور اولیاءؒ سے اعلیٰ تر رتبہ پایا۔

میاں قاضی تو بھی اس طرح علم باطن حاصل کر، اور اپنے نفس کا فخر ہٹا۔ تب تو شریعت کو بھی جانے گا۔ اور حق ناحق کو پہچانے گا۔ نہیں تو یہ فخر و غرور تجھ کو شریعت و طریقت دونوں سے دور کر دے گا۔ آخدا سے ڈر۔ میرے ساتھ ناحق نہ کر۔

قاضی نے کہا۔ اے ہیر تو مجھ کو مسئلے سناتی ہے اور اپنے نفس کو غیر سے نہیں ہٹاتی۔

قاضی نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:

ظ

ظالم نفس نہ ماریں ہیرے دکھ قیامتے جرسیں ۔۔۔ ولمن بندی خانے تینوں آکھ دیکھاں کی کرسیں

وَلَا يُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ تیری کون شفاعت بھرسیں ۔۔۔ فرض واجب تو نہ کوئی نہ کیتا ویکھ کے ڈرسیں

فتح محمدؐ کجھ عمل نہ کیتو کیڑی تاری ترسیں

شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر کیوں شرع رسولؐ سے منکر ہو کر آپ کو دوزخ میں ڈالتی ہے۔ جس کی پیروی کرتی ہے۔ وہ نہ تیرا ہم قوم نہ رشتہ دار ہے اور نہ روز قیامت کو وہ تیری شفاعت کرے گا۔ قیامت کا دن ایسا سخت ہو گا۔ کہ ہر شخص اپنے آپ میں غرق ہو کر نَفْسِیْ نَفْسِیْ پکارے گا۔ کوئی کسی کا شفیع نہ ہو گا۔ سوائے ایک ہمارے پیغمبرؐ کے اور پیغمبرؐ بھی سب جواب دیویں گے۔

دیکھ حدیث شریف مسلم میں انسؓ بن مالکؓ سے روایت ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن خداوند کریم تمام لوگوں کو جمع کرے گا لوگ حشر کی مصیبت سے ڈر کر حضرت آدمؑ کے پاس جائیں گے اور کہیں گے کہ آپ سب کے باپ ہیں۔ خداوند کریم نے آپ کو یدِ قدرت سے بنایا ہے اور تجھ میں اپنی روح ڈالی ہے۔ اور تمام فرشتوں سے سجدہ کرایا ہے آج ہماری سفارش کر۔ حضرت آدمؑ اپنی خطا کو دیکھ کر شرمسار ہوں گے کہیں گے۔ کہ میں سفارش کے لائق نہیں۔ تم حضرت نوحؑ کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ پہلا رسولؑ ہے۔ لوگ ان کے پاس جا کر فریاد کریں گے۔ کہ ہماری سفارش کرو۔ وہ بھی اپنے قصور کو دیکھ کر کہیں گے کہ میں اس بات کے لائق نہیں۔ تم ابراہیم خلیلؑ اللہ کے پاس جاؤ۔ جس کو خدا نے اپنا دوست فرمایا ہے جب لوگ حضرت ابراہیمؑ کے پاس جا کر روئیں گے تو وہ بھی اپنی خطا کو دیکھ کر کہیں گے کہ میں اس لائق نہیں۔ تم حضرت موسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ جن کے ساتھ خداوند تعالیٰ نے بلا واسطہ کلام کی ہے۔ اور جس پر توریت نازل کی ہے۔ لوگ ان کے پاس جا کر روئیں گے۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنی خطا سے شرم آتی ہے۔ تم حضرت عیسیٰؑ کے پاس جاؤ۔ کہ جس کو خداوند تعالیٰ نے بغیر باپ کے اپنی قدرت سے پیدا کیا ہے۔ جب ان کے پاس جائیں گے تو وہ کہیں گے۔ تم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ۔ کہ وہ خاص خدا کا بندہ ہے۔ جس کے تمام قصور و خطا معاف ہیں۔

حضرتؐ نے فرمایا۔ پھر تمام لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں اس وقت اپنے خدا سے اجازت چاہوں گا۔ وہ مجھ کو اجازت دے گا۔ میں سجدہ میں اپنا سر رکھوں گا۔ جب تک خدا مجھ کو سجدہ میں رکھنا چاہے گا۔ تب حکم ہو گا۔ کہ اے محمدؐ تو سجدہ سے سر اٹھا۔ اور شفاعت کر۔ تیری سفارش قبول ہے۔ میں اپنا سر اٹھا کر خدا کی تعریف اس قدر کروں گا۔ کہ جس قدر وہ مجھے سکھلائے گا پھر میں سفارش کروں گا۔ جتنے لوگوں کی مجھ کو اجازت ہو گی۔ ان کو دوزخ سے نکال کر اپنے ہمراہ بہشت میں لے جاؤں گا۔ پھر دوسری دفعہ مجھ کو حکم ہو گا۔ کہ سفارش کر۔ اور تیسری دفعہ پھر مجھ کو شفاعت کی اجازت ملے گی۔ پھر میں تمام اہل ایمان کو دوزخ سے نکال کر بہشت میں لے جاؤں گا۔

دیکھ بیوی ہیر! ہمارے پیغمبرؐ کے سوا نہ کوئی کسی کا مددگار ہو گا۔ نہ کوئی کسی کی سفارش

کرے گا۔ پھر کیوں تو نے چاک رلاک کے پیچھے اپنے شرم و حیا کو برباد کر دیا۔ اور کیوں حضرتؐ کی شریعت سے بھی منکر ہو کر اس کی شفاعت سے محروم رہتی ہے۔

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی! نہ میں حضرتؐ کی شریعت سے منکر ہوں۔ اور نہ اس کی شریعت سے انکار ہے۔ صرف عشق کی تابعدار ہوں۔ جس کی سمجھ سے تو لاچار ہے۔

پھر ہیر نے یہ بیت پڑھا۔

ع

عشق ہووے تاں جانے قاضی بن عشقوں کی جانے — عین تھیں عقل تے شین شرم عشق دی جاکون آنے
قاف تھیں اٹھ قرار جو جاندا ایہہ نہ رمز پچھانے — فرض واجب مجذوباں اتے آیا کس نکانے
طَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ قاضی ایہہ نہ گل سیانے — طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ آیا سمجھ توں عقل ایانے
فتح محمدؐ کیوں اے قاضی کریں نکاح دھنگانے

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی تُو تو آپ شریعت کے برخلاف ہے' اور کہتا مجھ کو ہے۔ آ خدا سے ڈر۔ یہ حضرتؐ کی حدیث پڑھ طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ وَطَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ یعنی حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ دنیا کا طالب مخنث ہے اور طالب بہشت کا عورت ہے۔ اور طالب مولا کا مرد ہے۔ پس

اول تو کھیڑا دنیا کا طالب ہے۔ جو مخنث ہے۔ پھر نامرد کے ساتھ شریعت میں نکاح کہاں روا ہے۔

دوم میں طالب مولا مرد ہوں۔ پس مرد کا نکاح مرد کے ساتھ کہاں جائز ہے۔

سوم میں بالغہ شرع میں خود فعل مختار ہوں۔ پھر کیوں زبردستی میرا نکاح کرتا ہے اور شرع سے منکر ہوتا ہے۔

شفاعتِ اولیاءؒ

اور وہ حدیث شفاعت والی جو تو نے بیان' کی ہے۔ تو اس میں ہمارے حضرتؐ کی فضیلت ہے۔ دیکھ دوسری حدیث میں حضرتؐ نے فرمایا ہے۔ کہ میری امت میں بہت سے

لوگ نیک و اولیاءؒ اللہ ہوں گے۔ جو اکثر دوسرے لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

میاں قاضی! یہ سب فخر اور شان ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو ہیں۔ کہ جس کی امت سے بھی لوگ سفارش کریں گے۔ پھر کیوں تو نے کہا۔ کہ کوئی شخص دوسرے کی سفارش نہ کرے گا۔ خیر یہ سفارش تو روز قیامت کو ہو گی۔ مگر میں یہاں کا وسیلہ اور اس کا درجہ تم کو بیان کرتی ہوں۔

کہ ایک روز ایک عالم شخص قرآن شریف پڑھ رہا تھا۔ جب یہ آیت پڑھی۔ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ یعنی پکڑو تم خدا کی طرف وسیلہ۔ تو اس کو یہ خیال آیا۔ کہ میں بھی کسی پیر کامل کی بیعت کروں۔ اس زمانہ میں شیخ نجیب الدینؒ کبریٰ بڑے کامل بزرگ تھے۔ وہ شخص ان کی خدمت میں آیا۔ آپ نے اس کی بیعت لی۔ اور وظیفہ فرمایا۔ جب اس نے وظیفہ شروع کیا۔ تو اس پر خدا کی محبت اس قدر غالب ہو گئی۔ کہ دنیا وغیرہ کی سب محبت جاتی رہی۔ یہاں تک کہ دن بدن اس سے علم کی محبت بھی چھوٹنے لگی۔

ایک روز شیطان نے آ کر کہا۔ کہ تو نے علم بھلانے کا بہت برا کیا ہے۔ کیوں اپنی تمام حیاتی کی محنت برباد کرتا ہے۔ اس وظیفہ کو چھوڑ۔ علم سے منہ نہ موڑ۔ تو یہ حرکت شیطانی اس کے دل میں اثر کر گئی۔ آخر اس نے وہ وظیفہ چھوڑ دیا۔ اور ایک رسالہ جان کندن کے واسطے تیار کیا۔ کہ جب شیطان سوال کرے گا۔ تو اس کا یہ اور یہ جواب دوں گا۔ جب اس کی جان کندن کا وقت نزدیک آیا تو شیطان نے ان تمام باتوں کا جواب دے کر اس پر غلبہ پایا۔ آخر وہ عالم شرمندہ و پشیمان ہوا اور اپنی نجات سے بے امید ہو کر بکواس کرنے لگا۔ اس وقت شیخ نجیب الدینؒ نے حاضر ہو کر فرمایا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جب اس نے کلمہ شریف پڑھا تو اس کے تمام رونگٹوں سے ذکر الٰہی جاری ہو گیا۔

لوگوں نے متعجب ہو کر شیخ سے کہا۔ کہ یا حضرت یہ شخص تو اللہ کے نام سے غافل ہو گیا تھا۔ اور اس نے آپ کا وظیفہ بھی چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ بھائی فقیر کے دامن تو لگ چکا تھا۔

میاں اور سن۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمتہ اپنے ملفوظ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک شخص میرے پیر خواجہ معین الدین علیہ الرحمتہ کا پیر بھائی تھا۔ جب وہ مر گیا۔ تو

اس کے جنازہ کے ساتھ میں اور میرے پیر بھی تھے۔ جب لوگ دفن کر کے واپس ہو گئے۔ تو خواجہ صاحب وہاں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر کے بعد جب میں نے ان کا چہرہ مبارک دیکھا۔ تو آپ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر خوش ہو کر فرمایا۔ کہ سبحان اللہ ملت بھی عجب چیز ہے۔

میں نے عرض کیا۔ تو فرمایا۔ کہ اس شخص کے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے۔ اتنے میں میرے پیر خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمتہ نے حاضر ہو کر کہا۔ یہ شخص میرا مرید ہے۔ تم اس شخص کو عذاب نہ کرو۔ انہوں نے کہا۔ کہ یہ تو آپ کی پیروی کے برخلاف تھا۔ فرمایا۔ ہاں مگر اس نے دست تو پکڑا تھا۔ اتنے میں ایک اور فرشتہ آیا۔ اس نے کہا۔ اس کو کچھ نہ کہو۔ خداوند کریم فرماتے ہیں۔ کہ مجھ کو حضرت عثمان ہارونیؒ کا بڑا لحاظ ہے۔ پس عذاب کے فرشتے چلے گئے۔

دیکھ میاں قاضی راہنما بھی اس طرح مشکل کشا ہوتے ہیں۔ اور خدا تک پہنچا دیتے ہیں۔ پھر میں کیوں اپنے پیر کا دامن چھوڑوں۔ اور اس شیطان کی طرح تیرا کہنا مانوں۔

پھر قاضی نے یہ بیت پڑھا:۔

غ

غیر اتے ہے پیر جو تیرا کیوں کر غیر کمانویں — جھل کڑل چریندی وتیں کس نوں ول سکھاویں
دنہہ تے شام پیویں بھر جام رج کے طعام تو کھاویں — حال نہ حال سال تو نہہ کیتے اج مجذوب سداویں
اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ ہیرے اس توں مکھ بھواویں — فتح محمدؐ ہیر نہ مندی نبیؐ دے قول سچاویں

ضدّی عورت (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر اس عشق نے تجھ کو ایسا اندھا بنایا ہے۔ کہ نہ کسی کی کوئی نصیحت مانتی ہے۔ نہ حضرتؐ کی سنت کو سچ جانتی ہے۔ اس اپنی بدکاری خواری سے باز نہیں آتی۔ یہ ضد تیرے دین اور ایمان کو اس طرح خارج کر دے گی۔

جیسا کہ ایک اصحابیؓ کی عورت ضد کر کے بے دین ہو گئی تھی۔ کہ محمدؐ نام ایک

حضرتؐ کا اصحابیؓ تھا۔ کسی سبب اس کی عورت اس پر ناراض ہو گئی تھی۔ ہر چند اس نے کہا۔ مگر وہ راضی نہ ہوتی۔ آخر لاچار وہ حضرتؐ کے پاس گیا۔ کہا یا حضرتؐ میری عورت مجھ پر ناراض ہو گئی ہے۔ میں نے بہت چارہ جوئی کی ہے۔ لیکن راضی نہیں ہوتی۔ آپؐ قدم رنجہ فرما کر اس کو رضامند کر دو۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکر صدیقؓ کو لے جا۔ اس نے عرض کی۔ کہ وہ تو آگے بھی کئی دفعہ کہہ رہے ہیں۔ مانتی نہیں۔ پھر فرمایا۔ عمر ابن خطابؓ کو لے جا۔ اس نے کہا۔ وہ بھی چند مرتبہ کہہ چکے ہیں۔ تب حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ علیؓ المرتضیٰ کو ہمراہ لے جا۔ کہا۔ یا حضرتؐ انہوں نے بھی کہا ہے۔ وہ کسی کی نہیں مانتی۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ پھر وہ میرا کہا کس طرح مانے گی۔

اتنے میں وحی آیا۔ کہ میرے حبیبؐ سائل کو رنج کرنا اور خالی بھیجنا اچھا نہیں ہے۔ آپؐ بھی جایئے۔ اگر وہ نہ مانے گی۔ تو خراب ہو گی۔ آخر حضرتؐ گئے۔ اس عورت نے حضرتؐ کا فرمان بھی نہ مانا۔

اے ہیر تو بھی اس عورت کی طرح ضد کر کے اپنا ایمان نہ گنوا۔ خواری اور بدکاری سے باز آ۔ اور شرع رسولؐ کو قبول کر۔

ہیر نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

ف

فرمان نبیؐ دا سر تے ناواقف اس امر دا — کریں ناحق تو پاس کھیڑیاں دی طالب ہوویں زردا
کھاون پیون نہ کملیوں بھلے کھادے باجھوں مردا — اَلْحَقِیْقَتْ اَحْوَالِیْ قاضی سخن نہ سمجھ کے کردا
حقیقت حال نبیؐ دا ایسہ ہے واقف نہیں اندر دا — فتح محمدؐ آپ کو چجی وہڑے نوں دوس کیوں دھردا

یادِ موت (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی تو ہر وقت مجھ کو خواری و بدکاری کی تہمت لگاتا ہے۔ اور جھوٹے طعنے کر کے اپنا ایمان گنواتا ہے۔ یہ دنیا کا طمع اور بدکاری وغیرہ کی خواہش تو تم لوگوں کو زیادہ ہوتی ہے۔ کہ جنہوں نے اپنی موت کو بھلا دیا ہے۔ اور جو سچے عاشق طالب

خدا ہیں۔ کہ جنہوں نے ہر وقت موت کا شیشہ اپنی آنکھوں پر دھرا ہے۔ ان کو بدکاری وغیرہ تو کیا سوائے ایک جمال یار کے اور کوئی خیال ہی نہیں رہتا۔

چنانچہ ایک دن بلخ کا بادشاہ شکار کھیلتا ہوا جنگل میں آیا۔ تو کیا دیکھا کہ ایک فقیر مجذوب ہرنی کا دودھ دُہ کر پیتا پھرتا ہے۔ بادشاہ نے دیکھا۔ اور حیران ہو کر ٹھہر گیا۔ فقیر نے ایک گھونٹ دودھ کا باقی ماندہ کشتہ سے بادشاہ کو دے دیا۔ بادشاہ کو خیال آیا۔ کہ یہ بزرگ ہے۔ شائد کوئی فیض ہو گا۔ جب بادشاہ نے پی لیا۔ تو شہوت اس قدر غالب ہوئی کہ اسی وقت واپس حرم خانہ کو آیا۔ تمام رات عیش و عشرت میں گزاری۔

پھر بادشاہ کو اس دودھ کی زیادہ خواہش ہوئی۔ جب دوسرے روز فقیر کے پاس آیا۔ تو دل میں خیال کیا۔ کہ میں نے ایک گھونٹ پیا۔ تو یہ حالت ہوئی فقیر تو ان ہرنیوں کے ساتھ زنا کرتا ہو گا۔ فقیر نے اس دن سارا کشتہ دودھ کا بھرا ہوا دے دیا۔ بادشاہ نے خوش ہو کر اس خیال سے پی لیا کہ اس سے بھی بڑھ کر زیادہ قوت ہو گی۔ پھر بادشاہ نے کہا۔ کہ فقیر صاحب کل تو ایک گھونٹ دیا تھا۔ اور آج سارا کشتہ دے دیا ہے۔ فقیر نے کہا۔ بابا موت تیری آ گئی ہے۔ کل تو اس جہان سے کوچ کرے گا۔ اس واسطے آج کی رات جو عیش و عشرت کرنا چاہتا ہے کر لے۔

یہ سنتے ہی بادشاہ کو موت کا اس قدر ڈر آیا۔ کہ عیش و عشرت تو کیا۔ کچھ بھی یاد نہ رہا۔ برے حال موت کا خیال کرتا ہوا گھر واپس آیا۔ تمام حرموں کو اپنے پاس سے ہٹا دیا۔ اسی خیال میں رہا۔ کہ کس وقت موت آئے گی۔ اور کس طرح میری جان قبض ہو گی۔ تمام رات اسی فکر و غم میں گزر گئی۔

جب دن ہوا۔ تو فقیر بھی کشف کے ذریعے آ گیا۔ اور بادشاہ کا سر پکڑ کر ہلایا اور کہا۔ کہ بابا رات کی عیش و عشرت کا حال سناؤ۔ بادشاہ نے اوپر دیکھ کر کہا کہ فقیر صاحب مجھ کو عیش و عشرت کہاں یاد ہے۔ میں تو اسی وقت کا موت کے غم و فکر میں مبتلا ہوں۔ فقیر نے کہا۔ دیکھ بادشاہ تو نے چار پہر اپنی موت یاد رکھی ہے۔ پھر تجھ کو کچھ بھی یاد رہا ہے؟ اور جن عاشقوں کو ہر وقت موت یاد ہے اور شیشہ کی طرح دیکھ رہے ہیں۔ پھر ان کو برے کام کہاں یاد رہتے ہیں۔ یہ تو ان غافلوں کا کام ہے۔ جنہوں نے موت کو بھلا دیا ہے۔

ہیر نے کہا۔ اے قاضی! کیوں تو عاشقوں کو جھوٹی تہمت لگاتا ہے اور اپنا ایمان گنواتا ہے۔ موت سے ڈر۔ میرے ساتھ ناحق نہ کر۔

پھر قاضی نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

ق

قبیلہ ہٹ ہٹ رہیا پھریں نہ توں کتھائیں　　علم نہ پڑھیو تے پیر نہ پھڑیو کیوں عرفان سدائیں
وَابْتَغُوْٓا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ پڑھ میں آیت سنائیں　　طرف خدا دی پیر وسیلہ کہیا سچے سائیں
فتح محمدؐ عذر بہانے بے نمازاں تائیں

قصہ شیخ صنعان (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر پیر کامل کی بیعت کر۔ اس چاک جٹ رلاک سے تجھ کو کیا فائدہ ہو گا۔ آخدا سے ڈر۔ اور شرع رسولؐ کی قبول کر۔ نہیں تو دیکھ وہ کس قدر خجل و خوار ہوا تھا۔

شیخ صنعان بڑے کامل بزرگ تھے۔ ایک روز پیر دستگیرؓ نے یہ کلمہ فرمایا۔ کہ میرے اوپر قدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور میرا قدم تمام اولیاءؒ کرام پر ہے۔ شیخ صنعان نے انکار کیا۔ کہا کہ جیسا تو ولی ہے۔ ویسا ہی میں ہوں۔ میں تیرا قدم منظور نہیں کرتا۔ آپؓ نے فرمایا۔ تم پر قدم خنزیر کے ہوں گے۔

القصہ کچھ روز کے بعد شیخ صنعان ایک عورت بازیگرنی پر اس قدر عاشق ہوا کہ سب کچھ چھوڑ کر اس کے پیچھے ہو گیا۔ بازی گروں میں بہت مدت اس طرح رہا۔ کہ آپ کو ان کا غلام کہلاتا تھا۔ خنزیر اور ان کے بچے اپنی پشت پر اٹھا کر لاتا تھا۔ ایک روز بازی گروں نے اس کو کہا۔ کہ اگر تو ہمارا کھانا کھائے تو ہم تیرے ساتھ اس عورت کی شادی کر دیں گے۔ شیخ صنعان نے کھانا منظور کیا۔ جب بازی گروں نے کھانا پکا کر شیخ کے سامنے رکھا۔ تو شیخ عطارؒ جو شیخ صنعان کے مرید تھے۔ وہ جناب پیر دستگیرؓ کی خدمت میں رہتے تھے۔ اس روز شیخ عطارؒ جناب پیران پیرؓ کو وضو کرا رہے تھے۔ تو آپؓ نے فرمایا۔ کہ آج کسی کا مرشد

کافر ہو رہا ہے۔ شیخ عطارؒ صاحب سمجھ گئے۔ اور جناب پیر دستگیرؒ کے قدموں پر گر پڑے۔ عرض کی!

یا حضرتؒ: خدا کے واسطے صدقہ اپنی جد پاک کا بخش دو۔ آپؒ نے وہ پانی جو ہاتھ میں تھا۔ اسی طرف وہ پانی کا چھینٹا پھینکا۔ ادھر شیخ صنعان لقمہ منہ میں ڈالنے ہی کو تھا۔ کہ یکایک اس عشق فاسد کی تار ٹوٹ گئی۔ گمراہی کا نشہ دور ہوا۔ اسی وقت دوڑ اٹھا۔ بہت رویا۔ اور تائب ہوا۔

آخر جناب پیران پیرؒ کی خدمت میں روتا ہوا آیا۔ اور قصور معاف کرایا۔

اے ہیر تو بھی اس انکار سے باز آ۔ شیخ صنعان کی طرح خوار و خراب نہ ہو۔ ان واہیاں تباہیوں کو چھوڑ۔ خدا اور رسولؐ سے منہ نہ موڑ۔ اس کی عبادت۔ بندگی۔ نماز۔ روزہ وغیرہ کر۔ لوگوں کی شکایات بدنامی سے ڈر۔

ہیر نے یہ بیت پڑھا:

ک

کلام تے درود وظیفہ نہ کوئی اتھ پڑھیندا　　سبق مطالعہ نہ کوئی اوتھے نہ کوئی جوڑ کریندا
اَلْعِبَادَۃُ بَعْدَ الْوُصُوْلِ شِرْکٌ بِاللّٰہِ تھیندا　　نماز پڑھے کوئی وصل توں پچھے اوہ بھی شرک کہیندا
کامل پیر میں رانجھا پھڑیا جو سب کچھ پیا دسیندا　　فتح محمدؐ بے خبراں نوں ناہیں راہ لبھیندا

(مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی! عاشقوں کی عبادت بندگی تو یہی عشق ہے جو یہ نہ کسی وقت قضا ہو۔ نہ عاشق اپنے معشوق سے جدا ہو۔ اس واسطے پیر کامل کا وسیلہ ہے۔ مگر کامل بھی وہ جو راہ عشق کا دکھائے۔ اور اس کی منزلوں کا واقف کرائے۔ میاں جی تو تو خود اس عشق کا واقف نہیں ہے۔ اور نہ اس کا اصول تم کو معلوم ہے۔ پھر میں کیونکر تیرا کہا مانوں۔ اور اپنے پیر کا وسیلہ چھوڑوں۔

قاضی نے کہا۔ ان باتوں کو چھوڑ۔ حضرتؐ کی شریعت سے منہ نہ موڑ۔ ہم عالموں کا

کہا مان۔ دیکھ جن کی شان میں حضرتؐ نے فرمایا ہے۔

اَلْعُلَمَاءُ وَارِثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ یعنی عالم وارث پیغمبروںؑ کے ہیں۔

ہیر نے کہا۔ وارث انبیاءؑ بھی وہ عالم ہیں۔ جو اپنے علم پر عامل ہیں۔ اور جو خاص علم مصطفیٰؐ پا کر باطن صفا ہیں اور عالم بے عمل کو تو حضرتؐ نے شیطان کہا ہے، مگر میں تم سے پوچھتی ہوں کہ تم عالموں کے کون کون درجے ہیں۔ اور کس کس نام پر بلائے جاتے ہیں۔ قاضی نے کہا۔ جو کم پڑھا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو طالب علم کہتے ہیں، پھر مُلّا پھر اس سے بڑھ کر مولوی۔ پھر سب کے بعد فاضل کہا جاتا ہے۔

غرور کا سر نیچا

ہیر نے کہا ہے قاضی پھر تو تو خراب اور خوار ہوا۔ کیونکہ تم جیسے دو اور بڑے ہوئے ہیں۔ جن کو میں نے سزا پاتے دیکھا ہے۔

ایک بلعم باعور جس نے پانچ سو برس علم پڑھا۔ اور عبادت کی۔ اس کو خدا کا فرمان ہوا۔ کہ مانگ جو چاہتا ہے۔ اتنے میں اس کو فخر و غرور ہو گیا۔ آخر وہ خوار و خراب ہوا۔ جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

دوسرا شیطان جو وہ بھی زیادہ علم پڑھ کر یہاں تک فاضل ہوا تھا۔ کہ تمام نوری فرشتوں کا استاد بنا۔ اور ہر سے بڑھ کر خدا کی عبادت کی۔ ایک دن اس کو بھی ارشاد ہوا۔ کہ اے فرشتوں کے استاد۔ پس اتنا ہی سن کر شیطان کو اس قدر فخر و غرور ہوا۔ اور کہنے لگا۔ کہ ایک خدا ہے اور دوسرا میں ہوں۔ یہ بات خدا کو ناپسند لگی۔ تب حکم ہوا۔ کہ اے عزازیل۔ ابھی تم نے چوتھی طرف کو نہیں جانا۔ لیکن وہ ایک دن چوتھی طرف کو بھی گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک گنبد ہے اور اس کو قفل لگا ہوا ہے۔ اس پر لکھا ہوا ہے۔ کہ اس کے اندر میری ایک عجیب چیز ہے۔ جو شخص وہ دیکھنا چاہے۔ تو بارہ برس یہاں خدا کی عبادت کرے۔ پھر یہ قفل کھل جائے گا۔ عزازیل نے وہاں بارہ برس عبادت کی۔ تو وہ قفل کھل گیا۔ اس میں ایک صندوق تھا۔ اس کو بھی قفل لگا ہوا تھا اس جگہ بھی اسی طرح بارہ برس زہد کیا۔ تو اس صندوق کا قفل بھی کھل گیا۔ اس میں سے ایک انڈا نکلا۔ اس پر بھی اس

طرح لکھا ہوا تھا۔ عزازیل نے پھر بارہ برس بندگی کی۔ تب وہ انڈا پھٹ گیا۔ اس میں لکھا ہوا تھا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو عزازیل نے حقارت کے ساتھ کہا۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو میں آگے بھی پڑھتا ہوں۔ یہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہے۔ جس کے لئے اتنی محنت کی گئی ہے۔ حکم ہوا۔ کہ اے عزازیل! اس طرح مت کہہ۔ اور بے ادبی نہ کر۔ یہ وہ شخص ہے۔ کہ جس کے واسطے میں نے دو جہان پیدا کئے ہیں۔ اور جس کو کل پیغمبروں کا سردار بنایا ہے۔

تیسرا عزازیل نے یہ فخر کیا۔ کہ جب اس کو بت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم ہوا۔ تو اس نے انکار کیا۔ کہا یہ خاکی ہے اور میں ناری۔ میں اس سے افضل ہوں پس اس وقت خدا تعالیٰ نے اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈال کر نام اس کا شیطان رکھ دیا۔

میاں قاضی تو بھی خدا سے ڈر۔ اور اپنے علم کا فخر و غرور نہ کر نہیں تو اس علم کا فخر تجھ کو بھی شیطان کی طرف ذلیل و خوار کرے گا۔ اور خودی کے عذاب میں خراب کر کے مارے گا۔

پھر قاضی نے یہ بیت پڑھا:۔

ل

لج تیری نوں بج نی ہیرے لگ گئی اج ظاہرے　　نت فریاد مراد تیری جو رانجھا رہے نظارے
واناں گھاناں چیریں پھاناں جھل بیلے نت کارے　　ہیر کے پیر فقیر کدوں توں سن نی ہیر نکارے
وَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ پاک خدا نوں پیارے　　فتح محمدؐ گرو جو پدنے چیلے نی تڑکارے

(مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر تو نے کیوں اپنے شرم بھرم کو اڑا دیا۔ اور لج حیا سب ڈبو دیا۔ نہ تو نے علم پڑھا۔ نہ کسی پیر کی بیعت کی۔ سچ کہتے ہیں "علمے با بجھوں شیخی بھس پیندی وت" جیسی تو جاہل جٹی ہے۔ ویسا ہی تیرا رانجھا جاہل کٹا ہے۔ تو شریعت کو تو جانتی نہیں ہے اور معرفت کا دعوی کرتی ہے۔ اچھا بتا تو سہی۔ کہ آٹھ بہشت اور چار کعبے کون کون ہیں

اور کس لئے ہیں۔

نو بہشت اور پانچ کعبے

ہیر نے کہا۔ سچ کہتے ہیں کہ "آپ نہ جاندی ساہورے لوکاں متیں دے" میاں قاضی۔ تم کو تو خود ان کی خبر نہیں ہے اور پوچھتا مجھ سے ہے۔ بہشت نو ہیں۔ اور تو آٹھ کہتا ہے۔ اور کعبے پانچ ہیں۔ تو چار کہتا ہے۔ پھر جاہل کون ہوا۔ میاں جی! آٹھ بہشتوں کو تو ہر شخص جانتا ہے۔ جو آسمانوں پر ہیں۔ ہر مومن مسلمان کو عملوں کے موافق وہ ملیں گے اور نانواں بہشت یہاں دنیا کا ہے۔ جو کافر۔ منافق۔ مشرک کے واسطے ہے۔ جن کا اس بہشت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ وہ اس دنیا کے نشے میں مست ہیں۔ خواہش طمع اور لذت نفسانی میں پڑ کر ہر اوقات دن رات اسی عیش و عشرت میں غرق ہیں۔ اسی واسطے وہ خدا سے غافل ہیں۔ نہ ان کو اپنی موت یاد ہے۔ نہ ان کو قیامت کا فکر ہے۔ دیکھ حدیث شریف اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّتُہُ الْکَافِرِ یعنی حضرتؐ نے فرمایا۔ کہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی بہشت ہے۔

اور کعبے پانچ یہ ہیں۔ پہلا کعبہ مومن کا ہے جس کا نام خانہ بیت اللہ ہے۔ دوسرا خاص پیغمبروںؑ کا ہے۔ جس کا نام بیت المقدس ہے۔ تیسرا فرشتوں کا ہے۔ جس کا نام بیت المعمور ہے۔ چوتھا خاص مقربان فرشتگان کا ہے جو کرسی ہے جس کے اٹھارہ ہزار برج ہیں۔ ہر ایک برج کا دوسرے برج تک اتنا فاصلہ ہے کہ ایک دفعہ طوطی نام فرشتہ ایک برج سے دوسرے برج تک اڑا۔ وہ پانچ سو برس تک اڑتا رہا۔ تب دوسرے برج تک پہنچا۔ اور ایک ایک برج کے درمیان لاکھ لاکھ قندیل ہے۔ جس میں وہ مقرب فرشتے جھولے کی طرح جھول رہے ہیں۔ جو اسی کرسی کو سجدہ کرتے ہیں۔

اور پانچواں کعبہ عاشقوں کا ہے۔ جو وہ خاص ذات رب العالمین ہے جس مقیموں کے واسطے فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ موجود ہے۔ یعنی جس طرف دیکھو ایک ہی خدا ہے۔ اس واسطے ان کا سجدہ ہر طرف روا ہے۔ عاشقین اس کعبہ کو قلوب المومنین بھی کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرتؐ نے فرمایا:۔

قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی یعنی مومنوں کا دل عرش خدا تعالیٰ کا ہے۔ اور مولانا روم فرماتے ہیں ۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است　　از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

میاں قاضی تو نے آپ کو فاضل تو کہلایا۔ مگر اصل مطلب تو شریعت کا بھی نہ پایا۔ اس فخر و غرور کو چھوڑ۔ اور کسی پیر کامل کی بیعت کر۔ تب عاشقوں کے راز و رموز کا واقف ہو گا۔

پھر ہیر نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:

م

مت دیواں تاں لویں قاضی تھی مرید رانجھن دا　　چا جبروت لاہوت و یکھیسیں طالب ہو دھیدندا
خودی وِنجائیں تاں کجھ پائیں کریں خیال وطن دا　　مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ویکھیں نور بجندا
فتح محمدؐ مرن توں اگے مریں تاں بندہ بندا

احترامِ آدمی (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی! اس اپنے علم کا فخر نہ کر۔ کسی پیر کامل سے مل۔ اور اس سے عشق حاصل کر کے اول آپ کو فنا کر۔ تابقا کو دیکھے۔ دیکھ جنہوں نے آپ کو کچھ نہ جانا۔ اور اپنے نفس کو مارا۔ خدا ان کو اس طرح درجہ عطا فرماتا ہے۔

جیسا کہ ایک مرد و عورت نہایت غریب اور اس قدر ضعیف العمر بھی تھے۔ کہ ان سے مزدوری بھی نہ ہو سکتی تھی۔ عورت نے بہت تنگ ہو کر کہا۔ کہ کوئی صورت گزران کی کر۔ اس کے خاوند نے کہا۔ کہ نہ مجھ سے مزدوری ہو سکتی ہے اور نہ گداگری کر سکتا ہوں۔ ایک اور بات ہے۔ اگر تو کہے۔ تو میں کرتا ہوں۔ وہ یہ کہ بادشاہ نے حکم دیا ہے، جو شخص میرے پہلوان کے ساتھ کشتی لڑے۔ اگر وہ شخص گر پڑے۔ تو بھی اس کو مبلغ سو روپیہ انعام دوں گا اور جو میرے پہلوان کو گرائے۔ تو اس کو بہت کچھ انعام دیا جائے گا میں جاتا ہوں۔ اگر وہ پہلوان میرے ساتھ کشتی کرے، تو وہ مجھ کو گرا دے گا۔ اگر سو روپیہ مل

جائے۔ تو پھر ہم کو بہت ہے۔

پس وہ ضعیف بادشاہ کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ میں تیرے پہلوان کے ساتھ کشتی کرتا ہوں۔ بادشاہ اور تمام مجلس اس کو دیکھ کر ہنس پڑی۔ اس نے کہا کہ تم میرے وجود کی طرف دیکھ کر ہنستے ہو۔ میں ضرور تمہارے پہلوان کو گرا دوں گا۔ تمام لوگ اس کی باتیں سن کر حیران ہو گئے۔ آخر پہلوان کو بلایا۔ اور کہا کہ یہ شخص تیرے ساتھ کشتی کرنا چاہتا ہے۔ پہلوان نے کہا۔ مجھ سے ہنسی کرتے ہو۔ میں اس شخص کے ساتھ کشتی ہرگز نہ لڑوں گا۔ یہ تو مرجائے گا یا اس کی کوئی ہڈی ٹوٹ جائے گی۔ میری اس میں ہتک ہے۔

آخر پہلوان جواب دے کر روانہ ہوا۔ تو وہ بوڑھا دوڑ کر اس کو جا ملا۔ کہا۔ تو ضرور میرے ساتھ کشتی کر۔ پہلوان نے کہا۔ کیا تو دیوانہ ہے۔ جو اپنی جان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ آخر اس نے اپنی غریبی اور مفلسی کا حال سنایا۔ اور کہا۔ اگر تیرے سبب سے مجھ کو سو روپیہ مل جائے تو میری حاجت پوری ہو جائے گی اور تجھ کو خدا ثواب بخشے گا۔

جب پہلوان نے یہ بات سنی۔ تو اس کے دل میں خدا کا خوف آیا۔ اور کہا۔ اے شخص چل۔ میں تیرے نیچے گر پڑوں گا۔ تجھ کو بہت انعام مل جائے گا۔ وہ دونوں بادشاہ کے پاس آئے اور کشتی کرنے لگے۔ کچھ دیر کے بعد پہلوان گر پڑا۔ اور وہ بوڑھا پہلوان کے اوپر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ تب فرشتے کو حکم ہوا۔ کہ اس میرے بندے نے محبت اور خوف کو عزیز رکھا۔ اور لوگوں میں اپنی ہتک سے نہیں ڈرا۔ اس کا سینہ میری محبت کا گنجینہ کر دے۔ جب محبت الٰہی نے جوش کیا۔ تو اس کو بہت گریہ جاری ہوئی۔ بمعہ بادشاہ تمام لوگوں نے سمجھا۔ کہ یہ شخص اپنی ہتک کے واسطے روتا ہے۔ پہلوان نے کہا۔ نہیں! جو لذت مجھ کو گر پڑنے سے آئی ہے۔ ایسی کبھی گرانے سے حاصل نہ ہوئی تھی۔ اگر یہ بات میں پہلے جانتا۔ تو کیوں لوگوں کو گراتا۔ میں خود ہی پہلے گر پڑتا۔

پس اس نے اس فنا سے قرب خدا حاصل کیا۔

دیکھ میاں قاضی اپنے نفس کو مارنے اور فخر کو دور کرنے سے اتنا درجہ ملتا ہے۔ کیونکہ جب خودی و تکبر دور ہوتا ہے۔ تب بندہ خدا کو منظور ہوتا ہے۔ اور جس علم یا عبادت سے الٹا خودی اور تکبر بڑھے۔ اس کے پڑھنے اور پڑھانے سے کیا فائدہ۔ میاں جی! اس

اپنے فخر و غرور کو چھوڑ۔ اور میرا جڑا ہوا جوڑ نہ توڑ۔ خدا سے ڈر۔ دنیا کا طمع نہ کر۔

قاضی نے کہا۔ اے ہیر عالموں کو دنیا مردار کی تہمت دینی درکار نہیں ہے۔ وہ تو تمام دنیا کو حرام جانتے ہیں۔

ہیر نے کہا۔ آپ بھی سچ کہتے ہو۔ مگر مثل مشہور ہے کہ "مفت کا شراب قاضی نے بھی نہیں چھوڑا"

اور بھی ایک دن کسی بزرگ نے مسئلہ کیا۔ کہ غیر لقمہ کھانا حرام ہے ملّا نے کہا۔ کہ ایک رات تو میں نے بھی حرام کھایا تھا۔ خدا بخشے گا۔ اس رات کو سخت آندھی آئی۔ اور بارش شدت سے ہوئی۔ کہیں جانے کا موقعہ نہ تھا۔ اس رات کو ہم نے گھر کا آٹا پکایا تھا۔ قاضی نے کہا یہ جھوٹی نظیریں چھوڑ اور اس جٹ کی محبت سے منہ موڑ۔

پھر یہ بیت پڑھا:۔

ن

نج توں جمدی ہیرے آہیں اصل کپتی　　عشق نہیں تیرا فق ہے ہیرے چاکدنیال دل رتی
بھالیں لیاں نال نال سیاں اجے سداویں ستی　　اَلعَقلُ نِصفُ وِ لَا بَیتِ عقل نہ رہیارتی
امر شریعت کراں نصیحت دیساں مت سپتی　　فتح محمدؐ مار تعزیراں مت سکھاواں تتی

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر برے کام نے تجھ کو ایسا بے حیا اور بے شرم کر دیا ہے۔ کہ نہ تو کسی کا کہنا مانتی ہے اور نہ کسی نصیحت پر عمل کرتی ہے۔ نہ ہی کسی کا قدر و عزت جانتی ہے۔ دیکھ علم اور علماء کا شان کہ خدا ان کو دوسرے جہان کا بھی حال بتا دیتا ہے۔

مسئلہ ہے کہ جب ہمارے حضرتؐ معراج پر گئے۔ تب آسمان پر دیکھا۔ کہ ایک اونٹوں کی قطار چل رہی ہے۔ حضورؐ نے جبرائیلؑ سے پوچھا۔ کہ یہ قطار کب سے شروع ہوئی اور کہاں کو جاتی ہے۔ اس نے کہا۔ یا حضرتؐ! جب کا خدا نے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ میں تو اسی طرح اس کو چلتا دیکھتا ہوں۔ خبر نہیں کہاں سے آتی اور کہاں کو جاتی ہے۔

حضرتؑ نے فرمایا۔ اس قطار سے ایک اونٹ نکال لاؤ۔ جبرائیل علیہ السلام نے ایک اونٹ قطار سے جدا کر لیا۔ اس پر ایک صندوق تھا۔ جس کو قفل اور چابی بھی تھی۔ جب اس کا قفل اتارا تو اس سے ایک انڈا نکلا۔ اس کو بھی قفل لگا ہوا تھا۔ جب وہ اتارا تو اس میں ایک فراخ دروازہ ہو گیا۔ حضرتؑ اس کے اندر چلے گئے۔ دیکھا تو بڑا ملک آباد ہے۔ پھر ایک شہر دیکھا۔ کہ بڑے بڑے محل اور مکان ہیں اور بڑے فراخ بازار ہیں۔

حضرتؑ ایک بازار میں قدرت الٰہی کا تماشہ دیکھتے چلے جاتے تھے۔ کیا دیکھا کہ ایک مسجد بڑی عالی شان ہے۔ حضرتؑ اس میں تشریف لے گئے۔ آگے اس میں بہت لوگ جمع تھے۔ اور ایک عالم منبر پر وعظ کر رہا تھا۔ اس وقت مسئلہ یہ تھا۔ کہ ہمارے نیچے بھی ایک بڑا ملک آباد ہے اس کی بنیاد اور پیدائش اس طرح پر ہے۔ کہ پانی پر ایک خام ڈھیلا ہے۔ اس پر کہیں سمندر اور کہیں دریا چل رہے ہیں اور کہیں بڑے بڑے پہاڑ اور کہیں جنگل کہیں میدان ہیں کہیں آبادی۔ کہیں باغ۔ کہیں درخت ہیں۔ اس پر خاکی آدمی اور حیوان۔ جانور۔ پرندے بستے ہیں۔ یہ بات سن کر سب لوگ اس کو جھٹلانے لگے۔ کہا کہ

اول تو پانی پر خام ڈھیلے کا ٹھہرنا عقل قبول نہیں کرتی۔

دوسرا ایک خام ڈھیلے پر اتنی اشیاء اور مخلوق کا ہونا عقل سے بعید ہے۔

تب حضرتؑ نے فرمایا۔ کہ تم اس عالم کو جھٹلاؤ نہیں۔ وہ جہان اسی طرح بستا ہے۔ بلکہ اس کے عجوبات اس سے بھی زیادہ ہیں۔ میں اسی ملک کا باشندہ ہوں۔ اور تم کو کچھ آپ کی بھی خبر ہے۔ کہ کس پر تمہاری بنیاد اور کہاں بس رہے ہو۔ یہ تمہارا سب ملک انڈے میں ہے۔

دیکھ بیوی ہیر! علم اور عالم کا شان کہ جس پر تو ہمیشہ بدگمان رہتی ہے اور اپنی بدکاری خواری کو نہیں دیکھتی۔ اس شیطان بازی کو چھوڑ۔ شریعت سے منہ نہ موڑ۔ نہیں تو میں تم کو شرع کی وہ سزا دوں گا۔ کہ جس سے طرح طرح کے عذاب دے کر خراب کروں گا۔

ہیر نے جواب دیا:۔

ویکھ کتاب الانویں قاضی لجھ کلجھ کیوں اڑیا ظَنُّ الْمُؤْمِنِیْنَ خَیْرًا کیوں بدیوں ظن کھڑیا
دیویں طعنے لکھ شکرانے حمد و حمد میں پڑھیا نال طعنیاں دے عشق پکے منصورؒ جو سولی چڑھیا
مکھن خاص تداہاں آوے دودھ جاں اگ تے کڑھیا مجنوںؒ کئی برس جنگل وچہ لیلیٰ کارن کھڑیا

فتح محمدؒ اوہ عاشق کہیا جو مینیاں کولوں ڈریا

قصہ عفّت ماب عورت کا (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی! عاشقوں پر بد ظن ہو کر جھوٹیاں تہمتاں لگاتا ہے۔ عاشق نہ کسی کی تہمت نہ طعنے سے ڈرتے ہیں۔ اور نہ کہیں مصیبت سے گھبراتے ہیں۔ بلکہ جتنا ان کو غم و رنج پیش آتا ہے۔ خدا ان کو اتنا ہی زیادہ مرتبہ عطا فرماتا ہے۔ اور ان کو ہر دشمن بدخواہ سے بھی اس طرح بچاتا ہے

جیسا ایک مرد و عورت کا قصہ ہے کہ وہ دونوں نیک بخت اور بزرگ عاشق الٰہی تھے۔ وہ سوداگر عورت کا خاوند حج کرنے کو گیا۔ اور عورت کو اپنے بھائی کے پاس چھوڑ گیا۔ وہ عورت بڑی خوبصورت برقعہ پوش رہتی تھی۔

ایک دن اس شخص نے کسی سبب سے اپنے بھائی کی عورت کو دیکھ لیا۔ وہ اس پر مبتلا ہو گیا۔ آخر ایک روز اس نے اپنی خواہش ظاہر کی۔ وہ عورت اس پر بہت خفا ہوئی۔ اور غصے ہو کر اس کو لعنت ملامت کی۔ اس شخص نے یہ بات اپنے رفیقوں اور شفیقوں کو کہی۔ انہوں نے کہا۔ کوئی تہمت یا بدنامی دے کر اس کو قتل کرا دے۔ نہیں تو یہ بات تمہاری بھائی کو کہہ دیوے گی۔

وہ شخص قاضی شرع کے پاس گیا۔ اس کو کہا۔ یہ میرے بھائی کی عورت ہے۔ اس کا خاوند حج کرنے کو گیا ہے۔ مجھ کو اس کی خاطر چھوڑ گیا ہے۔ یہ عورت اب برے کام میں مشغول ہو گئی ہے۔ گواہ موجود ہیں۔ قاضی نے گواہوں کو بلایا۔ وہ جو اس شخص کے رفیق تھے۔ انہوں نے جھوٹی گواہی دے دی۔ عورت نے کہا۔ میرا گواہ اللہ ہے۔ میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ مگر قاضی نے پھر بھی کوئی دور اندیشی نہ کی۔ حکم دے دیا۔ کہ اس کو شہر سے باہر

لے جا کر پتھر مارو۔ تاکہ یہ جان سے گذر جائے۔ جب اس کو پتھر مارنے لگے۔ تو وہ عورت زخموں سے بیدم ہو گئی۔ انہوں نے سمجھا یہ مر گئی ہے۔ وہ گھر کو چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد اس عورت کو سانس آنے لگی۔ اور کچھ ہوش حواس بھی قائم ہو گئے۔

تو اتفاقاً وہاں ایک اعرابی شخص کا گذر ہوا۔ اس عورت کو دیکھ کر وہ حیران و پریشان ہوا۔ اس کو رحم آیا۔ اس عورت کو اٹھا کر اپنے گھر لے آیا۔ حکیم کو بلوا کر اس کا علاج کرایا۔ وہ عورت کچھ عرصہ کے بعد تندرست ہو گئی۔ کسی زخم کا کوئی نشان بھی نہ رہا۔ مگر اس ظلم کے سبب سے اس عورت کے شوہر کا بھائی اندھا ہو گیا۔

پھر ایک دن اعرابی نے بھی اس کو دیکھ لیا۔ وہ بھی اپنے ایمان میں نہ رہا۔ اور اپنی خواہش ظاہر کی۔ اس عورت نے کہا۔ اے شخص تو نے فی سبیل اللہ میری خدمت اور علاج کیا ہے اس کا خدا نے تجھ کو بڑا درجہ دیا ہے' پھر کیوں وہ درجہ چھوڑ کر آپ کو ناری بناتا ہے۔ یہ بات سن کر وہ ڈر گیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ میرا قصور معاف کر۔ تو میری دین و دنیا کی بہن ہو چکی۔

اس اعرابی کا ایک حبشی غلام تھا۔ ایک روز اس نے بھی کسی وجہ سے اس عورت کو دیکھ لیا۔ وہ بھی اس پر مبتلا ہو گیا۔ اور اپنی خواہش ظاہر کی۔ اس بی بی عصمت پناہ نے بہت غصے ہو کر کہا۔ کہ اے مردار خبردار ایسا خیال نہ کرنا۔ ورنہ سزا پائے گا۔ وہ حبشی ڈر گیا۔ اور خیال کیا۔ کہ یہ تو میرے سردار کو بتائے گی۔ وہ مجھ کو قتل کر دے گا۔ کسی طرح بچنے کا سبب ہو۔ اس اعرابی کا ایک لڑکا تھا۔ وہ حبشی نے مار ڈالا۔ اور خون آلودہ تلوار اس عورت کے بستر میں رکھ دی۔ جب اس لڑکے کی لاش ملی۔ اور لوگ خون کے متلاشی ہوئے' تو اس حبشی نے کہا۔ اس عورت نے لڑکا قتل کیا ہے۔ اور اس عورت کے بستر سے وہ خون آلودہ تلوار بھی نکال دی۔ لوگ اس عورت کو مارنے لگے۔ عورت نے کہا۔ یہ میرا قصور تو نہیں ہے۔ اس اعرابی نے کہا۔ مجھے امید نہیں ہے کہ یہ عورت ایسا کام کرے گی۔ آخر اعرابی نے اس عورت کو تین سو روپیہ دے کر آزاد کر دیا۔ وہ کسی اور ملک کو چلی گئی۔ مگر اس غضب کے سبب حبشی کو کوہڑ کی بیماری ہو گئی۔

جب وہ عورت دوسرے شہر میں پہنچی۔ تو دیکھا کہ ایک شخص کو سرکاری آدمی پھانسی

دے رہے ہیں۔ اس عورت نے پوچھا۔ کہ اس کا کیا قصور ہے۔ انہوں نے کہا۔ اس نے تین سو روپیہ سرکاری معاملہ دینا ہے۔ اس عورت نے کہا۔ اس کو چھوڑ دو۔ میں تین سو روپیہ دیتی ہوں۔ اس عورت نے وہ تین سو روپیہ دے کر اس شخص کو چھڑا لیا۔ جب وہ عورت روانہ ہوئی۔ تو وہ جاٹ بھی اس کے پیچھے چلا۔ عورت نے کہا اے شخص چلا جا۔ مجھ کو تیری کچھ ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا۔ تو نے میرا سر مول لیا ہے۔ میں تیرا غلام بن کر رہوں گا۔ عورت نے بہت روکا مگر اس نے پیچھا نہ چھوڑا۔

آخر ایک روز اس نے بھی اس عورت کو دیکھ لیا۔ اور اس کا بھی ہوش ٹکانے نہ رہا۔ جب اس نے بھی اپنی بے ایمانی ظاہر کی۔ تو اس عورت نے کہا۔ اے بے شرم بے حیا۔ تجھ کو کچھ لحاظ بھی نہ آیا۔ خدا تجھ کو خوار کرے گا۔ پھر وہ شخص بہت رویا۔ اور تائب ہوا۔ کہا۔ یہ میرا قصور ہے۔ خدا کے واسطے بخش دے۔ پھر میں ایسا خیال نہ کروں گا۔

آخر وہاں سے روانہ ہو کر ایک دریا کے کنارے پر پہنچے۔ وہاں بہت سے آدمی بیٹھے تھے۔ وہ عورت پیچھے بیٹھ گئی۔ اور وہ شخص سوداگر کے پاس گیا۔ اور کہا۔ کہ میرے پاس نہایت خوبصورت عورت ہے۔ میں اس کو فروخت کرنا چاہتا ہوں۔ سوداگر بہت خوش ہوا۔ اس شخص کو حسب منشا روپیہ دیا جب اس عورت کو اطلاع ہوئی۔ تو اس عورت نے کہا اے سوداگر خدا سے ڈر۔ یہ میرا مالک نہیں ہے۔ سوداگر نے اس کی کوئی بات نہ سنی۔ جبراً جہاز میں بٹھا کر جہاز کو روانہ کر دیا۔ مگر اس جاٹ پر خدا کا یہ غضب آیا کہ جھولے نے اس کے ہاتھ اور پاؤں مار دیئے۔

وہ عورت جہاز میں زار و زار روتی اور فریاد کرتی تھی۔ لیکن کسی نے امداد نہ دی۔ اور کسی نے بھی سوداگر کو نہ کہا۔ کہ خدا سے ڈر۔ آخر عورت نے اپنی عاجزی بارگاہ الٰہی میں کی۔ تو اس جہاز والوں پر خدا کا غضب آیا۔ یہ سوداگر اور تمام جہاز والے جل کر مر گئے۔ پھر ہوا کو حکم ہوا۔ کہ جہاز فلاں مقام پر پہنچا دے۔

جب جہاز اس بندرگاہ پر پہنچا۔ تو شہر کے لوگ مال خریدنے کو آئے۔ تو کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ صرف وہی ایک عورت مردانہ لباس پہن کر بیٹھی تھی لوگ اس کی شکل دیکھ کر متعجب ہوئے۔ بادشاہی میں اس کی صورت کا چرچہ یہاں تک ہو گیا۔ کہ بادشاہ بھی دیکھنے

کے لئے آیا۔ اس کو دیکھ کر نہایت حیران ہوا۔ فرمایا۔ کیا سبب ہے کہ تو ایک آدمی ہے اور مال و اسباب بہت ہے۔ اس نے کہا۔ اس جہاز والوں پر غضب الٰہی ہوا ہے' وہ سب مر گئے ہیں۔ یہ میرا مال نہیں ہے۔ میں تو فقیر ہوں۔ آپ اس مال کو خزانہ میں داخل کرو۔ مجھ کو عبادت کے واسطے ایک علیحدہ مکان بنوا دو۔ پس وہ تمام مال شاہی خزانہ میں داخل ہو گیا۔ اور فقیر کے واسطے علیحدہ مکان بنایا گیا۔ جس میں وہ عبادت کرتا تھا۔ اور فقیر نے وہاں ایک شفاخانہ بھی بنوایا۔ جو بیمار اس کے پاس جاتا۔ وہ شفا پاتا۔ بادشاہ اور فقیر کی آپس میں یہاں تک محبت پیدا ہو گئی۔ کہ رحلت کے وقت بادشاہ وصیت کر گیا۔ کہ میرے بعد اس بادشاہی کا مالک فقیر ہے۔ تب وزیروں امیروں نے کہا۔ فقیر صاحب اس بادشاہی کے مالک تم ہو۔ فقیر نے وزیر کو کہا۔ یہ مجھے منظور نہیں۔ یہ میری امانت تیرے سپرد ہے۔ پس وہ وزیر بادشاہ بن گیا۔ اور فقیر کا ہمیشہ فرمانبردار رہا۔ اور فقیر کی بزرگی کا اور بیماروں کا شفا پانا دور دور تک مشہور ہو گیا۔

ادھر جب وہ حاجی صاحب حج کر کے واپس آیا۔ تو دیکھا کہ سارا گھر برباد ہے۔ اور بھائی بھی خوار خراب اندھا ہو کر پڑا ہے۔ حاجی نے سب حال بھائی سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ تیری عورت بعد تیرے بدکار ہو گئی تھی۔ اس کو لوگوں نے جنگل میں سخت عذاب دے کر مار ڈالا ہے۔ میں اس کے غم میں رو رو کر اندھا ہو گیا ہوں۔ حاجی یہ بات سن کر اپنی عورت کے غم میں بہت عرصہ تک ڈوب گیا۔ رویا اور چلایا۔ آخر صبر کر کے آہ سرد سے کہا۔ کہ مجھ کو اس عورت پر امید تو نہیں تھی۔ کہ وہ ایسا کام کرے گی۔ مگر خدا کا علم خدا ہی جانے۔ پھر اپنے بھائی کا حال دیکھ کر بہت رحم آیا۔ کہا کہ ایک فقیر فلاں شہر میں رہتا ہے۔ سنا گیا ہے۔ کہ جو اس کے پاس بیمار جاتا ہے۔ وہ شفا پاتا ہے۔ اے بھائی میں تجھ کو اس کے پاس لے جاؤں۔ خدا شفا بخشے گا۔

آخر حاجی صاحب اپنے بھائی کو گدھے پر سوار کر کے فقیر کے پاس لے چلا۔ تو اتفاقاً اسی جگہ سے گزرے۔ جہاں وہ اعرابی سردار اور حبشی غلام رہتے تھے۔ اعرابی نے حاجی سے پوچھا۔ تم کہاں جاتے ہو۔ اس نے کہا۔ کہ میں اپنے بھائی کو فلانے شہر میں اس فقیر کے پاس لے چلا ہوں۔ جس کی بزرگی بڑی مشہور ہو رہی ہے امید ہے کہ خدا شفا بخشے گا۔

اعرابی کو بھی رحم آیا۔ کہ میں بھی اس حبشی غلام کو وہاں لے جاؤں۔ آخر وہ بھی ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔

جب اس شہر میں آئے۔ جہاں ایک شخص جاٹ کو اس عورت نے پھانسی چڑھتے ہوئے کو رہا کرایا تھا۔ اس کی ماں نے پوچھا۔ تم کہاں جاتے ہو۔ انہوں نے کہا۔ فلاں شہر میں جہاں وہ بزرگ رہتا ہے۔ کہ جو بیمار وہاں جاتا ہے۔ وہ شفا پاتا ہے۔ اس عورت نے کہا۔ کہ میرا لڑکا بھی سخت بیمار ہے۔ خدا کے واسطے اس کو بھی ہمراہ لے جاؤ۔

آخر وہ تینوں بیمار ایک اندھا دوسرا کوہڑا۔ تیسرا جھولے کا مارا ہوا روانہ ہو کر اس شہر میں پہنچے' اور فقیر کو پوچھ کر اس کے شفا خانے میں آئے تو آگے بھی بہت بیمار پڑے تھے۔ فقیر کی عادت تھی کہ ایک وقت برقعہ پہن کر بیماروں کا ملاحظہ کرتے تھے اور ہر ایک کی ہمدردی کر کے تسلی فرماتے تھے۔

سبحان اللہ خداوند کریم ایسا کارساز ہے۔ کہ بہت مدت کے بچھڑے ہوئے ایک پل میں ملا دیتا ہے اور ایک ہی لحظہ میں تمام غم مٹا دیتا ہے۔

جب فقیر اپنی عادت کے موافق برقعہ پہن کر بیماروں کو دیکھنے آیا۔ تو اچانک اس کی نظر اپنے خاوند پر پڑی۔ جب اس کو برے حال سے خستہ و خراب دیکھا۔ تو بہت دیر تک وہ پردہ کے اندر روتی رہی۔

پھر خدا کا شکر ادا کیا۔ اس کے بعد وہ اندھا خاوند کا بھائی اور وہ اعرابی اور اس کا حبشی غلام اور وہ جاٹ بھی جس کو سولی سے بچایا تھا۔ وہ تینوں لاچار عاجز و خوار دیکھے۔ بی بی صاحبہ نے تمام بیماروں کو رخصت کیا۔ تو ان تینوں کو کہا۔ کہ تم ٹھہرو۔ جس وقت تمام بیمار چلے گئے۔ تو ان تینوں کو کہا۔ کہ جس جس سبب سے تم کو بیماری ہوئی ہے۔ سچ سچ کہہ دو۔ اگر جھوٹ بولو گے تو پھر شفا نہ پاؤ گے۔ یہ سن کر وہ اندھا حیران ہو کر خاموش ہو گیا۔ اور تھر تھر کانپنے لگا۔ کہا۔ وہ حقیقت تو میں ہرگز نہ کہوں گا۔ اگرچہ مر ہی جاؤں حاجی نے خفا ہو کر کہا۔ کہ میں تم کو اتنی تکلیف سے اٹھا کر لایا ہوں۔ اب حقیقت کیوں نہیں کہتا۔ اندھے نے کہا۔ اگر میں وہ حقیقت بیان کروں۔ تو تو مجھ کو قتل کر دے گا۔ حاجی نے اس سے قسم اٹھا کر وعدہ کیا۔ کہ تو سچ کہہ دے۔ میں تم کو کچھ نہ کہوں گا۔

تب اندھے نے کہا۔ حضرت اس میرے بڑے بھائی کی عورت بڑی نیک بخت اور بزرگ تھی۔ میں بدبخت ایک دن اس کو دیکھ کر بے ایمان ہو گیا۔ اس نے میری بات منظور نہ کی۔ اور کچھ تنگ ترش بھی ہوئی میں نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی۔ لوگوں نے اس کو جنگل میں لے جا کر عذاب سے مار ڈالا۔ اس سبب سے مجھ پر غضب الٰہی ہوا۔

حاجی یہ بات سن کر بہت چیخیں مار کر رونے لگا۔ اور غم میں بے دم ہو گیا۔ پھر کہا۔ اے ظالم بدبخت تو نے ناحق مجھ پر ظلم کیا۔ اور مجھ کو تمام حیاتی کا غم و رونا دیا۔ اب صبر کے سوائے کچھ چارہ نہیں ہے۔ خدا تجھ کو اس سے بھی زیادہ خراب کرے گا۔

پھر حبشی کو بلا کر کہا۔ کہ اب تو بیان کر۔ لیکن سچ سچ کہنا۔ حبشی نے بھی کہا۔ اگر میں اس سے بھی زیادہ بیمار ہو جاؤں۔ تو بھی اپنی حقیقت نہ کہوں گا۔ حبشی کو اعرابی نے غصہ ہو کر کہا۔ تو کیوں حقیقت نہیں کہتا۔ اس نے کہا۔ اگر میں سچ کہوں۔ تو تو مجھ کو قتل کر دے گا۔ پھر اس موت سے یہ مصیبت اچھی ہے۔ اعرابی نے کہا۔ تو سچ سچ کہہ دے۔ میں تم کو کچھ نہ کہوں گا۔

تب حبشی نے کہا۔ یا حضرت! یہ اعرابی میرا سردار ہے' ایک دن ایک عورت جنگل میں سخت زخموں سے بیہوش پڑی تھی۔ اس میرے سردار کو رحم آیا۔ اس کو اٹھا کر اپنے گھر لایا۔ خدا کے واسطے اس کا علاج کرایا۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ تندرست ہو گئی۔ اکثر وہ عورت خدا تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں مشغول رہتی تھی۔ ایک دن میں نے اس کو دیکھ لیا۔ اس کی صورت دیکھتے ہی میرا ایمان ٹھکانے پر نہ رہا۔ مجھ پر وہ عورت سخت رنج و غصے ہوئی۔ میں نے خیال کیا۔ کہ یہ میرے سردار کو بتا دے گی۔ وہ مجھ کو مروا دے گا۔ اس واسطے میں نے اپنے سردار کا لڑکا قتل کر کے ناحق خون اس عورت کے ذمہ لگایا۔ لوگ اس کو عذاب دے کر قتل کرنے لگے۔ اس اعرابی کو خدا کا خوف آیا۔ اور کہا۔ کہ اس عورت کو میں نے دین و دنیا کی بہن کہا ہے۔ اس کو کچھ نہ کہو۔ بلکہ تین سو روپیہ دے کر اس کو روانہ کر دیا۔ پس

ایک تو میں نے وہ نمک حرامی کی۔ کہ اس اپنے سردار کا لڑکا قتل کیا۔

دوسرا اس نیک بی بی پر ناحق خون کی تہمت لگائی۔ اس وقت سے مجھ کو یہ کوہڑ پیدا

ہوا۔ جس کے عذاب میں خراب ہوں۔

یہ بات سن کر وہ اعرابی بھی اپنے لڑکے کے غم میں بہت رویا۔ اور اس حاجی کا تو پھر تازہ غم ہوا۔ کہا کہ وہ تو میری عورت تھی۔ خدا جانے وہ کہاں گئی۔ اور کیا کیا صدمہ اس کو پہنچا۔

پھر جاٹ بولا۔ کہ وہ نیک بخت بی بی تو ہمارے شہر میں آئی۔ جس نے تین سو روپیہ دے کر میری جان بچائی۔ میں اس عورت کے پیچھے ہو لیا۔ اس نے مجھے کئی بار منع کیا۔ میں نے کہا۔ تو میری بہن ہوئی۔ میں تیرا غلام ہو کر رہوں گا۔ وہ ہمیشہ خدا تعالی کی بندگی میں مشغول رہتی تھی۔ میں بھی اس کو ایک دن دیکھ کر بے ایمان ہو گیا۔ وہ اس بات سے مجھ پر بہت خفا ہوئی۔ اور مجھ کو بھی اس پر رنج پیدا ہوا۔ تو مجھ کو ایک سوداگر ملا۔ میں نے اس کے پاس اس عورت کو بیچ دیا۔ جب اس بی بی نے سنا۔ تو بہت روئی۔ اور قسم اٹھا کر کہنے لگی۔ کہ یہ میرا مالک نہیں ہے۔ مگر کسی نے اس بی بی کی بات نہ سنی۔ سوداگر نے اس کو جبرا جہاز میں بٹھا کر جہاز کو روانہ کر دیا۔ پھر مجھ کو کچھ خبر نہیں کہ وہ بی بی کہاں گئی۔ اور وہ سوداگر کہاں کا رہنے والا تھا۔ اور کہاں گیا۔ پس جس وقت میں نے اس کو جبرا فروخت کر دیا۔ اسی وقت مجھ پر یہ غضب الٰہی نازل ہوا۔ کہ جس کے ظلم سے مجھ پر یہ وبال پڑا۔ اور برا حال ہوا۔

حاجی بیچارہ جوں جوں اپنی عورت کی مصیبت سنتا تھا۔ توں توں زیادہ روتا اور آہ و نالہ کرتا تھا۔ مگر کوئی چارہ پیش نہ جاتا تھا۔

آخر کار وہ مائی برقعہ سے بولی۔ کہ تم نے بھی سچ کہا ہے۔ مگر مجھ کو بھی خدا نے ہر جا بلا جور و جفا سے بچا رکھا ہے۔ اور صادق یقین سے میں نے کامل رتبہ پایا ہے۔ یہ بات حاجی سن کر بہت خوش و شاد ہوا۔ اسی وقت دونوں نے خدا کا شکریہ ادا کیا۔

دیکھ میاں قاضی جو خدا کے بندے ہیں۔ عشق کمال میں ان کو کوئی زوال نہیں آتا۔ خدا ان کا خود نگہبان ہو جاتا ہے۔

پھر قاضی نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

ہزار خواری ہیرے آپ پچھے تونہہ لائی ساعت بساعت کریں حکایت کیہڑی غرض تونہہ پائی
ملک ملک فلک دے اتے نہ بدیوں واگ دلائی راہ نہ رند تے پندھ ہے لماں بند بند عشق ہلائی
پاس نراس ہراس ہوئی تونہہ نہ کھیڑیاندی آن ونجائی اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ ہیرے آکھ حدیث سنائی
فتح محمدؐ عمل نیت تے ظاہر نہ لج رکھائی

ضدّی شیطان (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر اس عشق مجازی شیطان بازی نے تم کو ایسا بے حیا اور بے شرم کر دیا ہے۔ کہ نہ کوئی نصیحت سنتی ہے نہ کسی قول و کلام پر عمل کرتی ہے۔ شیطان کی طرح اپنی ضد سے باز نہیں آتی۔

جیسا ایک دن شیطان ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ تو نے کتنی مدت خدا کی بندگی و عبادت کی۔ اور کتنا ہی علم پڑھا۔ اور پڑھایا۔ کہ تمام فرشتوں کا استاد بنا۔ صرف ایک سجدہ حضرت آدم علیہ السلام کو نہ کرنے سے تیری ساری عمر کی عبادت و بندگی برباد ہو گئی پھر اس ضد کرنے سے تجھ کو کیا فائدہ ہوا۔ آ اب بھی توبہ کر۔ اور حضرت آدمؑ کی قبر کو سجدہ کر۔ تو خداوند کریم تیری وہ خطا معاف کر دے گا۔ شیطان نے کہا

یا حضرتؐ! اگر اب میں آدم علیہ السلام کی قبر کو سجدہ کروں۔ تو کیا وہ میرا قصور معاف ہو جائے گا؟ حضرتؐ نے فرمایا۔ ہاں۔ ابھی تو توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ اگرچہ کتنا ہی خطا ہو۔ خدا توبہ کے ذریعہ معاف کر دیتا ہے۔

شیطان نے کہا۔ اب میں آدمؑ کی قبر کو سجدہ کرتا ہوں۔ جب سجدہ کرنے کو چلا۔ تو تمام فرشتوں کو خوشی ہوئی۔ کہ آج ہمارا استاد بخشا جائے گا۔ خوشی کے سبب سب فرشتے جناب باری تعالیٰ سے اذن لے کر اس کے پاس آئے۔ جب شیطان نے ان فرشتوں کو دیکھا۔ تو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ کہا کہ یہ فرشتے کہیں گے۔ بس یہی کچھ تھا۔ اتنا کہنا پورا نہ کر سکا۔

آخر اس نے آپ کو ناری بنایا۔ مگر وہ اپنی ضد سے باز نہ آیا۔ اے ہیر تو بھی دین اور دنیا کی خواری و خرابی چاہتی ہے۔ مگر شیطان کی طرح اپنی ضد سے باز نہیں آتی۔

ہیر نے کہا۔ میاں قاضی! شیطان کی ضد ناحق پر تھی۔ میں حق پر ہوں۔ میری اور اس کی ایک نظیر عقل پذیر نہیں ہے۔

پھر ہیر نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

لا

لکھ ہزاراں دیویں متیں دل تے ہک نہ آئی — لوح محفوظ نکاح جو دیکھے دو جہا کون پڑھائی
وچہ حضور گواہی میری جے کوئی ونج پہنچائی — ہک کہے نوں کیتا سجدہ دوئے نوں کون کرائی
نہر تے بھیڑ ہک جا دے اندر کسے نہ رَل چرائی — بھابھڑا مجھ تے بد مسلم گنو نہ ہند وکھائی
الست قلت فَوْقَ الْکَرَامَتِ حدیث قاضی دل لائی — فتح محمدؐ مڑساں نابیں توڑے لکھ جتن کوئی لائی

اندھے اور ہاتھی (مسئلہ)

ہیر نے کہا۔ اے قاضی تو دنیا کا طالب ہے۔ اور میں خدا کی عاشق ہوں۔ تیرا اور میرا اندھے اور دیکھنے والے کا فرق ہے۔

جیسے تین اندھے مسجد میں بیٹھے تھے اور چوتھا ان میں آنکھوں والا تھا۔ تو ایک ہاتھی اس مسجد کے دروازے سے گزرا۔ آنکھوں والے نے کہا۔ وہ ہاتھی چلا جاتا ہے۔ اس کو ان تینوں اندھوں نے کہا۔ بھائی خدا کے واسطے ہم کو بھی ہاتھی دکھلا ہم آج تک سنتے تھے۔ دیکھا نہیں۔ وہ تینوں کی لاٹھیاں پکڑ کر ہاتھی کے پاس لایا۔

ایک اندھے کے ہاتھ ہاتھی کے سونڈ پر لگوائے۔ وہ سونڈ کو ٹٹول کر علیحدہ ہو گیا۔ دوسرے کے ہاتھ ہاتھی کے کانوں پر لگوائے اور تیسرے کے ہاتھ پاؤں پر۔ اتنے میں ہاتھی چلا گیا۔ وہ تینوں اندھوں کو پھر مسجد میں لایا۔

ایک اندھا بولا۔ سبحان اللہ! ہاتھی سنتے تھے۔ آج دیکھا۔ دوسرے نے کہا کس طرح۔ اندھے نے کہا۔ بس ہاتھی بعینہ اس طرح ہوتا ہے۔ جیسا کہ میرے ہاتھ میں یہ لاٹھی ہے۔

دوسرے نے کہا۔ نہیں۔ تم نے ہاتھی نہیں دیکھا۔ ہاتھی تو ایسا ہوتا ہے۔ جیسا پنکھا جھلنے والا ہوتا ہے۔

تیسرا بولا۔ تم دونوں نے نہیں دیکھا۔ وہ تو مسجد کے ستونوں کی طرح ہوتا ہے۔

دیکھ قاضی! وہ تینوں اندھے نام تو ہاتھی کا لیتے تھے۔ اور تشبیہ بھی اس کے عضوؤں کی دیتے تھے۔ جو انہوں نے دیکھے تھے۔ مگر ان مثالوں سے ہاتھی بنتا تو نہ تھا۔ کجا لاٹھی۔ کجا ہاتھی۔ کجا پنکھا۔ کجا ستون۔ میاں جی جس طرح کا ہاتھی تھا۔ وہ آنکھوں والے نے دیکھا تھا۔

پس تم بھی ان اندھوں کی طرح خدا کی کثرت کو جانتے ہو۔ اور اس کی صفات کو پڑھتے ہو۔ لیکن اس کی وحدانیت سے اندھے ہو۔ اور اس آنکھوں والے کی طرح اس کی وحدانیت خدا کے عاشق جانتے ہیں۔ پھر تو اندھا مجھ کو نصیحتیں کرتا ہے۔ اور کیوں مجھ کو غیر خدا کی طرف کھینچتا ہے۔ عاشقوں کو تو سب غیر خدا ماسوا اللہ اس طرح نظر آتا ہے۔ جیسا کہ قوم بھابڑہ کو بھینس کی حد ہے۔ اور ہندوؤں کو گائے کی اور مسلمانوں کو خنزیر کی ہے۔ پھر کیوں تو مجھ کو کھیڑا دکھاتا ہے۔ اور غیر خدا میں پھنساتا ہے۔

دیکھ حضرتؒ فرماتے ہیں۔ کہ اپنے حق پر قائم رہنا بزرگی سے افضل ہے۔ پھر میں کیوں عشق یار کا چھوڑوں۔ اور تیرا کہا نہ موڑوں۔

پھر قاضی نے جواب دیا۔ اور یہ بیت پڑھا:۔

الف

امید قطع میں کیتی ذرا نہ ادب پچھاتو اَلْحَقُّ مُرٌّ ہیرے سچ زہر کر جا تو
پھٹاں تے لون پوے مت میری بولیں بھا تو بھاتو فتح محمدؒ ہیر کی سمجھے جاں اصلی عشق سیہاتو

چاہ کن راچاہ درپیش (مسئلہ)

قاضی نے کہا۔ اے ہیر تجھ کو خدا نے ایسا گمراہ کیا ہے۔ کہ نہ تجھ کو کوئی ادب کا خیال ہے نہ کچھ حضرتؒ کی شریعت کا لحاظ ہے۔ ابو جہل کی طرح اپنی ضد سے باز نہیں آتی۔

ابو جہل حضرتؐ کا دشمن تھا۔ کہ جس راستہ سے حضرتؐ رات کو اٹھ کر مسجد کو جاتے تھے۔ اسی راستہ پر ابو جہل نے رات کو ایک گڑھا کنویں کی طرح کھدوایا۔ اور بوریا وغیرہ سے اس کا منہ بند کرا دیا۔ کہ جب حضرتؐ یہاں سے گزریں گے۔ تو اس میں گر پڑیں گے۔ اور اس گڑھا کے آس پاس چار شخص پتھر دے کر بٹھا دیئے۔ کہ جب وہ گر پڑیں۔ تو تم اوپر سے پتھر مارنا۔

جب حضرتؐ پچھلی رات کو اپنے وقت پر اٹھے۔ اور اسی راستہ پر مسجد کو چلے۔ جب وہ گڑھا ایک قدم باقی رہ گیا تھا۔ تو حکم الٰہی سے جبرائیلؑ نے حضرتؐ کو اٹھا لیا۔ اور اس گڑھے سے آگے کر دیا۔ اور اس وقت خدا نے ان شخصوں کو جو پتھر مارنے پر مستعد تھے۔ غافل کر دیا۔ آپ مسجد میں جا کر عبادت الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

اور ابو جہل بھی اسی وقت بیدار ہوا۔ اور وہی راستہ لے کر چلا نیند کی خماری سے وہ گڑھا اس کو بھول گیا۔ اچانک اسی گڑھے میں خود ابو جہل گر پڑا۔ اور ان شخصوں کو بھی خبر ہوئی۔ انہوں نے اوپر سے پتھر مارنے شروع کئے۔ نیچے بہت واویلا مچایا۔ رویا چلایا۔ مگر وہ پتھر مارے جاتے۔ آخر جھنجھلا کر کہا۔ میں تمہارا سردار ہوں۔ جب انہوں نے پہچانا۔ تو کہا۔ تم کو یہاں تقدیر کیوں لائی؟ وہ بولا۔ مجھ کو بہت زخم ہوئے ہیں۔ جلد نکالو۔ جب انہوں نے اپنے ہاتھ نیچے کئے۔ تو وہ اور نیچے چلا گیا۔ پھر انہوں نے کچھ اور رسی وغیرہ ڈالی۔ تو ابو جہل اور بھی نیچے چلا گیا۔

آخر اس نے کہا۔ میں تم سے نہیں نکل سکتا۔ جا کر محمدؐ کو لاؤ۔ وہ مجھ کو نکالے گا۔ جب وہ حضرتؐ کے پاس گئے۔ اور سب حال عرض کیا۔ تو حضرتؐ بہت متعجب و حیران ہوئے۔ آخر حضرتؐ تشریف لائے۔ آپؐ نے فرمایا۔ اے ابو جہل یہ تم نے کیا کیا۔ وہ بولا۔ حضرتؐ میں زخموں سے لاچار ہوں۔ اب مجھ کو نکالو۔ میں آپؐ پر ایمان لایا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میں تم کو نکالوں گا۔ مگر تو ایمان نہ لائے گا۔ ابو جہل نے کہا۔ حضرتؐ اب میں آپؐ کا معجزہ بھی دیکھ چکا ہوں۔ پھر بھی ایمان نہ لاؤں گا۔ حضرتؐ نے اپنے ہاتھ مبارک سے پکڑ کر اس کو باہر نکال دیا۔ تو حیران ہو کر بیٹھ گیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اب کیوں حیران ہے۔ ابو جہل نے کہا۔ میں تیرے اس جادو سے حیران ہوں۔ کہ جس کے سبب تم

نے یہ میرا حال کیا ہے؟ پھر میں کیونکر تم کو پیغمبرؐ جانوں۔ حضرتؐ یہ سن کر بڑے متعجب ہوئے۔ حکم الٰہی ہوا۔ کہ اے میرے حبیبؐ! آپ ذرا اس کے سینے پر ہاتھ ماریں۔ جب سینہ پر ہاتھ مارا۔ تو قفل کی آواز معلوم ہوئی۔ پھر حکم ہوا۔ کہ جن کے دلوں پر میں نے قفل لگائے ہیں۔ ان کو کوئی کھول نہیں سکتا۔

قاضی نے کہا۔ اے ہیر تیرے سینے پر بھی وہی قفل لگا ہوا ہے۔ جو کوئی بات تجھ پر اثر نہیں کرتی۔ اب میں تم کو شرع کی سزا دے کر تیرا جبراً نکاح پڑھوں گا۔

ہیر نے کہا۔ سن میاں قاضی۔ ابو جہل حضرتؐ کا دشمن تھا۔ اور تو خدا کے عاشقوں کا دشمن ہے۔ پھر تیرا اور اس کا کیا فرق ہے۔ اور تو ہر جگہ مجھ پر شرع کا الزام لگاتا ہے۔ اور منکر شریعت کا تو خود ہے۔ میں پوچھتی ہوں۔ کہ عاقلہ اور بالغہ کا جبرا نکاح کرنا شرع میں کس جگہ روا ہے۔ شریعت میں تو بالغہ خود فعل مختار ہے۔ پھر کیوں طمع نفسانی کے پیچھے شریعت کا منکر ہو کر آپ کو ناری بناتا ہے۔ میاں جی یہ نصیحت وغیرہ تیری سب بیکار ہے۔ مجھ کو عشق یار سے قدم ہٹانا دشوار ہے۔ کیونکہ عاشق نہ ان نصیحتوں سے رکتے ہیں۔ نہ کہیں کے جبر اور ظلم سے ڈرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی جان کا نقصان منظور کرتے ہیں۔ مگر عشقِ یار کا دامن نہیں چھوڑتے۔ حضرت شاہ منصورؒ کا قصہ تو آپ نے بھی سنا ہو گا۔ جب اس کو تیرے بھائیوں نے سولی پر چڑھایا۔ تو اس نے بھی اپنی موت منظور کی۔ مگر اس عشق سے منہ نہ موڑا۔ اور نہ وہ کلمہ حق کا چھوڑا۔

ہیر نے پھر یہ بیت پڑھا۔

ی

یاری خار نہ ہوساں قاضی لکھ کریں کئی چارے کی کراں ہک جند ہے میری لکھ ہووے لکھ وارے
رب کرے نصیب عشق حقیقی مدد نبیؐ سہارے فتح محمد عاشی تائیں کلمہ پڑھیو سارے

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنابِ قُطب الاقطاب حضرت پیر سیّد قُطب علیؒ شاہ بخاری قادری پیر محلّویؒ

کی

دیگر تصنیفات

در ردِّ مذہبِ اہلِ شیعہ

① شوانظ البرقات فی ردِّ رمی الجمرات

② رسالہ ردِّ شیعہ بقول امامیہ

③ رسالہ انوارِ قدسیہ فی ردِّ رموزِ بدلیعہ

④ فہرست نہج البلاغۃ

⑤ امدادِ الٰہیہ

⑥ الہاماتِ الٰہیہ

⑦ رسالہ حیاتُ النبیؐ در ردِّ وہابیت

در رموزِ معرفت

⑧ اسرار المعرفت

⑨ مناظرہ ہیر و قاضی

⑩ رسالہ مراۃ الفقراء (ملفوظات قطبیہ) مرتب فقیر سلطان احمد

⑪ وِصال نامہ حضرت پیر سیّد قُطب علی شاہ صاحب

⑫ مکتوباتِ عشق تصنیف حضرت پیر سیّد شیر محمدؒ گیلانی قادری فتحپوری۔

کتابوں کے ملنے کا پتہ:

ناظمِ کُتب خانہ دربار سندیلیا نوالی شریف اسٹیٹ براستہ پرمحل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ